تاریخ پاک و ہند

# تاریخ پاکستان و آزادئ ہند

## تاریخی حقائق اور عبرت ناک مناظر


مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی



شائع کردہ:

مرحبا اکیڈمی

سلسلۂ اشاعت نمبر 79

اصل کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یا اللہ مدد — حق چار یار

تاریخ پاک و ہند

# تاریخ پاکستان و آزادی ہند

تاریخی حقائق اور عبرت ناک مناظر

مرتبہ


حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال



سلسلہ اشاعت نمبر 79

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی



خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ پاکستان و آزادیٔ ہند

سلسلہ اشاعت: 79 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 96

قیمت: 100 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 29 شعبان 1444ھ مطابق 22 مارچ 2023ء بروز بدھ

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

☆☆☆☆

حافظ عبدالوحید الحنفی

# فہرست عنوانات

تاریخ پاکستان و آزادئ ہند ........................ 7
تاریخی حقائق ........................................ 7
فاتحین ہند ............................................ 9
عہد سلطنت ........................................... 9
خلجی خاندان ......................................... 9
تغلق خاندان ........................................ 10
سیّد خاندان ......................................... 10
لودھی خاندان ...................................... 11
سوری خاندان ...................................... 11
مغل خاندان ........................................ 11
انگریز ۱۶۰۰ء میں تاجر کے روپ میں ہندوستان آئے ............................... 15
پاک وہند کے مسلمان حکمران .............. 16
۹۳ھ تا ۱۰۱۰ھ مطابق ۱۰۰۶ء تا ۱۶۰۵ء ..... 16
ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کے بعد ... 16
وکٹوریہ کے زمانہ ۱۸۹۰ء میں ............ 17
چارج پنجم کے زمانہ میں ..................... 17
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ آزادئ وطن ............................ 18
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ................................ 19
مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر پر مقدمہ بغاوت ................................ 19
آزادئ ہند اور تحریکِ پاکستان .......... 20
انڈین نیشنل کانگریس ...................... 20
مسلم لیگ کا قیام ........................... 20
جمعیت علمائے ہند کا قیام ................. 21
تحریک پاکستان اور دو قومی نظریہ ......... 21
مسلم لیگ کے قائدین ۱۹۰۶ء .............. 22
وفد شملہ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء ................. 22
مسلم لیگ کی تنظیم نو ۱۹۱۳ء ............... 23
تحریکِ آزادئ ہند میں حضرت مدنی کا سیاسی کردار ........................................ 24
ترکِ موالات کے متعلق فتویٰ ............ 26
جمعیت علمائے ہند کے جلسہ کی صدارت ..... 27
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ............ 27
خلافت کانفرنس کراچی ۱۹۲۱ھ ........... 28
تاریخی کیس کی تفصیلات ................. 29
مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ........ 29
مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ............. 30
مولانا شوکت علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان .............. 31
مولانا نثار احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان .......... 31
مقام فکر و عبرت ........................... 32
تحریکِ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ........................ 32
انگریزی دور میں علماء سُو کا فتویٰ .......... 33
شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ........................ 34
تحریکِ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ میں کوئی شیعہ شامل نہیں کیا گیا .................................. 34
تحریکِ آزادی ہند اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ..... 35
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سرگرم جدوجہد .............................. 35
آزادی ہند میں جمعیت علمائے ہند کا فارمولہ .. 36
آزادئ ہند میں ایک مؤقف ............... 37
انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت ۱۹۳۶ء کے انتخابات .......................................... 38
جمعیت علمائے ہند کا ۲۹۔۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء کا اجلاس .......................................... 38

جمعیت علمائے ہند اور مسلم لیگ میں الیکشن اتحاد ..... 39
مسٹر جناح کا علماء سے وعدہ ..... 40
تحریکِ آزادی کے اہم انتخابات ..... 40
مولانا حسین احمد مدنیؒ کے انتخابی دورے . 40
مسلم لیگ کو زندہ کرنے کے لیے ۱۹۳۶ء میں جناح کا بیان ..... 41
مسلم لیگ سے جمعیت علمائے ہند کا تعاون .... 42
۱۹۳۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی 43
مسلم لیگ نے کامیابی کے بعد معاہدہ توڑ دیا ... 44
مسلم لیگ سے جمعیت علمائے ہند کی علیحدگی .. 44
آل انڈیا مسلم لیگ کے دستور کی دفعہ ۲ ..... 45
دو قومی نظریہ قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء ..... 46
جمعیت علمائے ہند کا اجلاس ۱۹۴۰ء ..... 46
پاکستان کے متعلق حضرت مدنیؒ کا ارشاد . 46
۱۹۴۵ء کے انتخابات ..... 48
مقابلہ دو قومی نظریہ کا ہوتا تھا ..... 49
متحدہ ہندوستان میں مسلمان کی تعداد ..... 49
۱۹۴۵ء کے انتخابات کا نتیجہ ..... 49
انتخابات کے بعد تقسیم ہند تک ..... 50
شملہ کانفرنس اور ۱۹۴۵ء کے انتخابات ..... 50
شملہ کانفرنس کی ناکامی اور انتخابات ..... 51
۱۹۴۵ء کے انتخابات میں جماعتی پوزیشن .... 52
تقسیم ہند سے قبل ہندوستان میں ۵۶۲ ریاستیں تھیں ..... 53
۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء وزارتی مشن کی کراچی آمد .. 53
مولانا حسین احمد مدنیؒ کے وفد سے مزاکرات ..... 53
مسلم لیگ کا فارمولہ اور کنوینشن ۱۹۴۶ء ..... 55
جناح کا مطالبہ ..... 56
وزارتی مشن کا منصوبہ ..... 56
وزارتی مشن کا یہ منصوبہ ناکام ہوگیا ..... 58
راست اقدام کا فیصلہ ..... 59
تقسیم ہند کا نصب العین ..... 59
شرنارتھیوں کی جبریہ تبادلہ آبادی ..... 60
خونِ مسلم ..... 61
مجلس دستور ساز اسمبلی ۱۹۴۶ء کا اجلاس ..... 62
لندن کانفرنس نومبر ۱۹۴۶ء ..... 63
تقسیم ہند کے دوران فسادات ..... 63
تقسیم ہند کا اعلان ۳ جون ۱۹۴۷ء ..... 63
تشکیل حکومت کا اعلامیہ ۱۹۴۶ء ..... 64
کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی (مجلس دستور ساز) ..... 64
ڈائرکٹ ایکشن۔ عدم تعاون جولائی ۱۹۴۶ء . 65
ہندو مسلم فسادات کی ابتداء ..... 65
وائسرائے ہند کو غلطی کا احساس ..... 65
نئی حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت ..... 66
دستور ساز اسمبلی سے مسلم لیگ کا مقاطعہ ... 67
برطانیہ کے وزیر اعظم کا اعلان ..... 67
ماؤنٹ بیٹن کی آمد ..... 67
قیام پاکستان ..... 68
حد بندی کمیشن ..... 68
منصوبہ کی برطانوی پارلیمنٹ سے منظوری .... 69
مملکت پاکستان کا قیام ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء .... 69
نظریہ پاکستان ..... 69
دستورِ پاکستان ۱۹۴۷ء ..... 70
مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا ارشاد ..... 70
مولانا ابوالکلام آزادؒ کا ارشاد ..... 71
تاریخ۔ آئین ساز اسمبلی پاکستان ..... 72
پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی ۱۹۴۷ء ..... 72
آزادی ایکٹ ۱۹۴۷ء ..... 72
پاکستان کے گورنر جنرل کا انتخاب ..... 73
پہلی آئین ساز اسمبلی۔ قرارداد مقاصد ..... 74

پاکستان کے دوسرے وزیر اعظم ........... 75
پاکستان کے تیسرے وزیر اعظم ........... 75
پاکستان کی دوسری آئین ساز اسمبلی ........ 76
پاکستان کا پہلا آئین ۱۹۵۶ء ............. 76
پاکستان کے ۴ گورنر جنرل ............... 77
اکتوبر ۱۹۵۸ء کا مارشل لاء .............. 78
سکندر مرزا کی حکومت کا خاتمہ ............ 79
۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۸ء تک حکومتوں کی تبدیلی . 79
تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء .............. 79
جنرل ایوب کا ۱۹۵۸ء کا مارشل لاء ......... 81
پاکستان کے صدور ..................... 81
سقوط مشرقی پاکستان .................. 81
پیپلز پارٹی کی حکومت .................. 82
آئین پاکستان ۱۹۷۳ء .................. 82
جمعہ کی سرکاری چھٹی .................. 83
بھٹو کا دورِ حکومت .................... 83
ضیاء الحق کا دورِ حکومت ................ 83
جنرل ضیاء الحق کی شہادت .............. 83
بینظیر حکومت کا قیام ................... 84
اسلامی جمہوری اتحاد کا قیام ............. 84
بے نظیر حکومت کا خاتمہ ................ 84
غلام مصطفےٰ جتوئی نگران وزیر اعظم ........ 84
نواز شریف حکومت ۱۹۹۰ء .............. 84
نواز شریف حکومت کا خاتمہ ۱۹۹۳ء ........ 85
دسویں قومی انتخاب ۱۹۹۳ء .............. 85
بے نظیر حکومت کا خاتمہ ۱۹۹۶ء ........... 86
گیارہویں قومی انتخابات ۱۹۹۷ء ........... 86
نواز شریف کی وزارت عظمیٰ ۱۹۹۷ء ....... 86
نواز شریف حکومت کا خاتمہ ۱۹۹۹ء ........ 86
وزرائے اعظم ۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۹ء تک ....... 88
عدالتِ عظمیٰ سپریم کورٹ کا فیصلہ .......... 88
بارہویں قومی اسمبلی کے انتخابات ۲۰۰۲ء ... 89
پاکستان کے ۲۱ویں وزیر اعظم چوہدری شجاعت حسین ........ 89
۲۲ویں وزیر اعظم شوکت عزیز ........... 89
تیرھویں قومی انتخابات ۲۰۰۸ء ........... 90
پیپلز پارٹی کی حکومت ۲۰۰۸ء ........... 90
پرویز مشرف کا صدارت سے استعفیٰ ۲۰۰۸ء 90
صدر آصف زرداری کی صدارت ۲۰۰۸ء .. 90
یوسف رضا گیلانی کی حکومت کا خاتمہ ۲۰۱۲ء 91
راجہ پرویز اشرف کا دور وزارت عظمیٰ ....... 91
نگران وزیر اعظم جسٹس (ر) میر ہزار خان کھوسو ........ 91
چودھویں عام انتخابات ۲۰۱۳ء ............ 91
صدر پاکستان ممنون حسین کا انتخاب ۲۰۱۳ء . 92
آصف زرداری کی صدارت کا خاتمہ ........ 92
نواز شریف حکومت کا خاتمہ ۲۰۱۷ء ........ 92
شاہد خاقان عباسی کی حکومت ۲۰۱۸ء ....... 92
نگران وزیر اعظم جسٹس (ر) ناصر الملک .... 93
۱۵ویں عام انتخاب ۲۰۱۸ء ............... 93
وزیر اعظم عمران احمد خان نیازی ۲۰۱۸ء .... 93
صدر پاکستان عارف حسین علوی ۲۰۱۸ء .... 93
وزرائے اعظم ۱۹۹۹ء سے ۲۰۲۲ء تک ...... 94

☆☆☆☆

# خدامِ اہلِ سنت میدانِ عمل میں

از قلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)
(۲ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ.....31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے
ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشرؐ، جانِ جہاں، محبوب خدا
ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلؓ نبیؐ پر ہم قرباں
بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے
جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے

فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے

سرکار مدینہ کی سنت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی
سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں
ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں
اسلام تو دین فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور و کساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دیں اس خالق کا، انساں کو جس نے پیدا کیا
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ
میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئین شریعت لازم ہے
ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہر بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِنْ شَآءَ اللّٰہ پرچم حق لہرائیں گے

عبدالوحید الحنفی

# تاریخ پاکستان و آزادئ ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

## تاریخی حقائق

- ۱ یہ ملک ہندوستان و پاکستان مسلمانوں کی تاریخ اور مذہبی تعلیم کی حیثیت سے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام جو کہ انسانوں کے دادا، دادی ہیں (اسی وجہ سے انسانوں کو آدمی کہا جاتا ہے) یہاں کے ہی حصہ زمین جزیرہ سراندیپ ہندوستان میں آسمان سے اُتارے گئے، یہیں انہوں نے بود و باش اختیار کی۔ یہاں ہی سے ان کی اولاد پھیلی اس لئے مسلمانوں کا آبائی (باپ دادوں کا) وطن ہندوستان ہی ہوا۔ اس لئے صرف مسلمانوں کا وطن قدیم ان کے مذہب کی رو سے ہندوستان ہی ہو گا۔
- ۲ مسلمان ہندوستان کی زمین کو قیام گاہ بناتے ہیں، ہندوستان کی زمین کو زندوں اور مردوں سب کے لئے قرار کی جگہ بناتے ہیں اس

لئے وطنیت مسلمانوں کی اس دین میں بہ نسبت دوسری قوموں کے بہت زیادہ قوی ہے۔

- ۳ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اس سرزمین میں بھی مثل دوسری زمینوں کے بہت سے خدا کے پیغمبر گذرے ہیں جو کہ سب کے سب اسلام ہی رکھتے تھے۔ اگرچہ ان کی امتوں اور ان کے تابعداروں نے بعد میں مذہب بدل ڈالا، اس نسبت سے ہمیشہ سے یہ ملک مسلمانوں ہی کا وطن ہوگا۔

**خلاصہ** یہ ہے کہ یہ ملک پاک وہند مسلمانوں ہی کا وطن ہوگا۔ نہ مسلمانوں کے لئے درست ہے کہ وہ اس ملک کو اپنا وطن اور اپنا دیس نہ سمجھیں اور نہ دوسری قوموں کے لئے درست ہے کہ یہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کا وطن نہیں ہے۔ مسلمانوں کے لئے ایک منٹ کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ اس ملک کی وطنیت اور اس کے حقوق سے ذرّہ بھر بھی غفلت برتیں بلکہ ان کو لازم ہے کہ بہ نسبت دوسری اقوام کے اس ملک کے حقوق وطنیت کو اپنے اوپر سب سے زیادہ سمجھیں اور ان کے ادا کرنے کی فکر کریں۔

# فاتحین ہند

| | نام | ہجری | عیسوی |
|---|---|---|---|
| ۱ـ | محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ | ۹۳ـ۹۲ھ | ۷۱۱ـ۷۱۴ء |
| ۲ـ | محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۹۱ـ۴۱۵ھ | ۱۰۰۰ـ۱۰۲۷ء |
| ۳ـ | محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ | ۵۷۱ـ۶۰۲ھ | ۱۱۷۵ـ۱۲۰۶ء |

## عہد سلطنت

| | نام | ہجری | عیسوی |
|---|---|---|---|
| ۴ـ | قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ | ۶۰۲ـ۶۰۷ھ | ۱۲۰۶ـ۱۲۱۰ء |
| ۵ـ | آرام شاہ | ۶۰۷ـ۶۰۷ھ | ۱۲۱۰ـ۱۲۱۰ء |
| ۶ـ | شمس الدین التمش | ۶۰۷ـ۶۳۳ھ | ۱۲۱۰ـ۱۲۳۵ء |
| ۷ـ | رکن الدین فیروز شاہ | ۶۳۳ـ۶۳۴ھ | ۱۲۳۵ـ۱۲۳۶ء |
| ۸ـ | رضیہ سلطانہ | ۶۳۴ـ۶۳۷ھ | ۱۲۳۶ـ۱۲۳۹ء |
| ۹ـ | معزالدین بہرام شاہ | ۶۳۷ـ۶۳۹ھ | ۱۲۳۹ـ۱۲۴۱ء |
| ۱۰ـ | علاءالدین مسعود شاہ | ۶۳۹ـ۶۴۴ھ | ۱۲۴۱ـ۱۲۴۶ء |
| ۱۱ـ | ناصر الدین محمود | ۶۴۴ـ۶۶۴ھ | ۱۲۴۶ـ۱۲۶۵ء |
| ۱۲ـ | غیاث الدین بلبن | ۶۶۴ـ۶۸۶ھ | ۱۲۶۵ـ۱۲۸۷ء |
| ۱۳ـ | معزالدین کیقباد | ۶۸۶ـ۶۸۹ھ | ۱۲۸۷ـ۱۲۹۰ء |

## خلجی خاندان

| | نام | ہجری | عیسوی |
|---|---|---|---|
| ۱۴ـ | جلال الدین فیروز خلجی | ۶۸۹ـ۶۹۵ھ | ۱۲۹۰ـ۱۲۹۵ء |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۵۔ | رکن الدین ابراہیم خلجی | ۶۹۵ـ۶۹۵ھ | ۱۲۹۵ـ۱۲۹۵ء |
| ۱۶۔ | علاء الدین محمد خلجی | ۶۹۵ـ۷۱۵ھ | ۱۲۹۵ـ۱۳۱۵ء |
| ۱۷۔ | شہاب الدین عمر | ۷۱۵ـ۷۱۶ھ | ۱۳۱۵ـ۱۳۱۶ء |
| ۱۸۔ | قطب الدین مبارک خلجی | ۷۱۶ـ۷۲۰ھ | ۱۳۱۶ـ۱۳۲۰ء |
| ۱۹۔ | ناصر الدین خسرو شاہ | ۷۲۰ـ۷۲۰ھ | ۱۳۲۰ـ۱۳۲۰ء |

## تغلق خاندان

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۰۔ | غیاث الدین تغلق شاہ اول | ۷۲۰ـ۷۲۵ھ | ۱۳۲۰ـ۱۳۲۵ء |
| ۲۱۔ | محمد بن تغلق | ۷۲۵ـ۷۵۲ھ | ۱۳۵۱ـ۱۳۲۵ء |
| ۲۲۔ | فیروز شاہ تغلق | ۷۵۲ـ۷۹۰ھ | ۱۳۵۱ـ۱۳۸۸ء |
| ۲۳۔ | تغلق شاہ دوم | ۷۹۰ـ۷۹۰ھ | ۱۳۸۸ـ۱۳۸۸ء |
| ۲۴۔ | ابو بکر شاہ تغلق | ۷۹۱ـ۷۹۲ھ | ۱۳۸۸ـ۱۳۸۹ء |
| ۲۵۔ | محمد تغلق سوم | ۷۹۲ـ۷۹۵ھ | ۱۳۸۹ـ۱۳۹۲ء |
| ۲۶۔ | سکندر شاہ تغلق | ۷۹۵ـ۷۹۵ھ | ۱۳۹۲ـ۱۳۹۲ء |
| ۲۷۔ | محمود شاہ تغلق * | ۷۹۵ـ۷۹۷ھ | ۱۳۹۲ـ۱۳۹۴ء |
| ۲۸۔ | نصرت شاہ | ۷۹۷ـ۸۰۲ھ | ۱۳۹۴ـ۱۳۹۹ء |
| ۲۹۔ | محمود شاہ تغلق | ۸۰۲ـ۸۱۵ھ | ۱۳۹۹ـ۱۴۱۲ء |

* حکومت کی بحالی

## سیّد خاندان

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۰۔ | خضر خاں | ۸۱۷ـ۸۲۴ھ | ۱۴۱۴ـ۱۴۲۱ء |

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۱۔ | مبارک شاہ | ۸۲۴۔۸۳۷ھ | ۱۴۲۱۔۱۴۳۳ء |
| ۳۲۔ | محمد شاہ | ۸۳۷۔۸۴۷ھ | ۱۴۳۳۔۱۴۴۳ء |
| ۳۴۔ | عالم شاہ | ۸۴۷۔۸۵۵ھ | ۱۴۴۳۔۱۴۵۱ء |

## لودھی خاندان

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۵۔ | بہلول لودھی | ۸۵۵۔۸۹۴ھ | ۱۴۵۱۔۱۴۸۸ء |
| ۳۶۔ | سکندر لودھی | ۸۹۴۔۹۲۳ھ | ۱۴۸۸۔۱۵۱۷ء |
| ۳۷۔ | ابراہیم لودھی | ۹۲۳۔۹۳۲ھ | ۱۵۱۷۔۱۵۲۶ء |

## سوری خاندان

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۸۔ | شیر شاہ سوری | ۹۴۶۔۹۵۲ھ | ۱۵۴۰۔۱۵۴۵ء |
| ۳۹۔ | اسلام شاہ سوری | ۹۵۲۔۹۶۱ھ | ۱۹۴۵۔۱۵۵۴ء |
| ۴۰۔ | عادل شاہ سوری | ۹۶۱۔۹۶۲ھ | ۱۵۵۴۔۱۵۵۵ء |
| ۴۱۔ | ابراہیم شاہ سوری | ۹۶۲۔۹۶۲ھ | ۱۵۵۴۔۱۵۵۵ء |
| ۴۲۔ | سکندر شاہ سوری | ۹۶۲۔۹۶۲ھ | ۱۵۵۴۔۱۵۵۵ء |

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

**نوٹ: اس خاندان کے تین بادشاہ ایک ہی وقت میں الگ الگ مقامات پر حکمران تھے۔**

## مغل خاندان

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴۳۔ | ظہیر الدین بابر | ۹۳۲۔۹۳۷ھ | ۱۵۲۶۔۱۵۳۰ء |
| ۴۴۔ | نصیر الدین ہمایوں | ۹۳۷۔۹۴۶ھ | ۱۵۳۰۔۱۵۴۰ء |
| | | ۹۶۲۔۹۶۳ھ | ۱۵۵۵۔۱۵۵۶ء |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴۵۔ | جلال الدین محمد اکبر | ۹۶۳۔۱۰۱۴ھ | ۱۵۵۶۔۱۶۰۵ء |
| ۴۶۔ | نورالدین جہانگیر | ۱۰۱۴۔۱۰۳۷ھ | ۱۶۰۵۔۱۶۲۷ء |
| ۴۷۔ | شہاب الدین شاہجہاں | ۱۰۳۷۔۱۰۶۸ھ | ۱۶۲۷۔۱۶۵۸ء |
| ۴۸۔ | محی الدین اورنگ زیب عالمگیر | ۱۰۶۸۔۱۱۱۸ھ | ۱۶۵۸۔۱۷۰۷ء |
| ۴۹۔ | شاہ عالم اوّل | ۱۱۱۹۔۱۱۲۴ھ | ۱۷۰۷۔۱۷۱۲ء |
| ۵۰۔ | عظیم الشان | ۱۱۲۴۔۱۱۲۴ھ | ۱۷۱۲۔۱۷۱۲ء |
| ۵۱۔ | جہاندار شاہ | ۱۱۲۴۔۱۱۲۴ھ | ۱۷۱۲۔۱۷۱۳ء |
| ۵۲۔ | فرخ سیر | ۱۱۲۴۔۱۱۳۱ھ | ۱۷۱۳۔۱۷۱۹ء |
| ۵۳۔ | رفیع الدرجات | ۱۱۳۱۔۱۱۳۱ھ | ۱۷۱۹۔۱۷۱۹ء |
| ۵۴۔ | رفیع الدولہ (شاہجہاں دوم) | ۱۱۳۱۔۱۱۳۱ھ | ۱۷۱۹۔۱۷۱۹ء |
| ۵۵۔ | محمد شاہ | ۱۱۳۱۔۱۱۶۱ھ | ۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء |
| ۵۶۔ | احمد شاہ بہادر | ۱۱۶۱۔۱۱۶۷ھ | ۱۷۴۸۔۱۷۵۴ء |
| ۵۷۔ | عالمگیر دوم | ۱۱۶۷۔۱۱۷۳ھ | ۱۷۵۴۔۱۷۵۹ء |
| ۵۸۔ | شاہجہاں سوم | ۱۱۷۳۔۱۱۷۳ھ | ۱۷۵۹۔۱۸۰۶ء |
| ۵۹۔ | شاہ عالم دوم | ۱۱۷۳۔۱۲۲۱ھ | ۱۷۹۵۔۱۸۰۶ء |
| ۶۰۔ | اکبر شاہ دوم | ۱۲۲۱۔۱۲۵۳ھ | ۱۸۰۶۔۱۸۳۷ء |
| ۶۱۔ | بہادر شاہ ظفر | ۱۲۵۳۔۱۲۷۳ھ | ۱۸۳۷۔۱۸۵۷ء |

عبدالوحید الحنفی

مذکورہ بالا جدول کو اپنی نگاہ میں رکھیے اور جائزہ لیجیے کہ مسلمانوں کی

اوّلین ریاست برصغیر میں ۷۱۱ء میں قائم ہوئی جو تاریخی مدّوجزر کے ساتھ اپنی جغرافیائی صورت حال بدلتی رہی مگر تسلسل کے ساتھ ۱۸۵۷ء تک قائم رہی۔ یوں مسلمانوں نے ایک مستقل اقلیت میں ہونے کے باوجود برصغیر میں ۱۱۴۶ سال حکومت کی۔ خاندانِ غلاماں یا عہد سلطنت کا آغاز قطب الدین ایبک سے ہوتا ہے جس کے بعد خلجی، تغلق، سادات، لودھی اور سوری برسراقتدار آئے مگر بالآخر وسط ایشیا کے تیموری افغانستان کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئے اور برصغیر کو تہذیبی، ثقافتی اور علمی سطح پر اوج ثریّا پر لے گئے۔ مغل حکمرانوں میں بتدریج تساہل اور تغافل جنم لیتا رہا۔ جلال الدین اکبر نے سلطنت کو وسعت اور استحکام دونوں عطا کیے مگر اس عہد میں ہندوؤں کو ہر نوع کے مناصب پر سرفراز کیا گیا۔ ہندو رانیاں مغلوں کے حرم کی زینت بنیں۔ ملّا مبارک کی اولاد نے دین الٰہی جیسے فتنے کی آبیاری کی اور اسی دور میں بھگتی تحریک کو اپنا سر نکالنے کا موقع ملا۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کی بجائے ایک گنگا جمنی کلچر پیدا ہونے لگا۔ جہانگیر کے دور میں فنون لطیفہ اپنے عروج پر پہنچے اور عدلِ جہانگیری کا بھی چرچا ہوا مگر سلطنت کی تہذیبی بنیادوں کو گھن کھانے لگا۔ ایسے موقع پر مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تجدیدی مساعی کے ذریعے احیائے دین کی ایک کامیاب کوشش کی۔ ان کے مکاتیب ملّی تشخص کے ادراک اور مسلم تہذیبی شناخت کا معتبر حوالہ بنے۔ شیخ

عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ اسلامیہ کا دامن قرآن و حدیث سے مستحکم کرنے کی کوشش کی جس کی محکم شکل شاہ ولی اللہ رحمۃ علیہ اللہ کی فکری اور تجدیدی مساعی کی صورت میں سامنے آئی۔

**یہ ایک تعجب انگیز تاریخی حقیقت** ہے کہ مغلوں نے اپنے عہدِ اقتدار میں شاندار عمارتیں، دیدہ زیب مساجد، پر رونق باغات، شاہی محلات اور مرصع و منقش مقابر تو تعمیر کرائے مگر فکر اسلامی کے فروغ اور تہذیب اسلامی کے استقلال کے لئے کوئی حکمت عملی وضع نہ کر سکے۔ ان کے ہاں سیاسی اقتدار کی منتقلی کا بھی کوئی واضح نقشہ موجود نہیں تھا۔ لہٰذا شاہجہاں کے بعد تخت دہلی کے حصول کے لئے مغل شہزادوں میں جس کشمکش کا آغاز ہوا، اس نے محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم اور متقی حکمران کی طویل حکمرانی کے باوجود سنبھلنے کا نام نہ لیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے ملّی ترکش کا "خدنگ آخریں" قرار دیا مگر سیاسی اقتدار کی کشمکش کے دوران ہندو راجاؤں اور مرہٹوں کو اپنی قوت مستحکم کرنے کا موقع مل گیا۔ جہانگیر بادشاہ کی سیاسی بے تدبیریوں کے باعث برصغیر میں سکھ مذہب کو اپنی مذہبی فکر کے تشخص کو مستحکم کرنے کا موقع ملا۔ اس نئے مذہب کی سرمستیوں نے بھی مغل اقتدار کو مضمحل کر دیا۔

**محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ غازی** کے انتقال ۱۷۰۷ء کے

بعد مغل اقتدار کا چراغ مسلسل تیز ہواؤں کی زد میں رہا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مشیت نے اس عہد میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کو پیدا کیا جنہوں نے تجدید و احیائے دین کی کاوشوں کو الدین الخالص پر استوار کیا اور مسالک کی شدّت اور حدّت کے درمیان ایک مسلک اعتدال اور تطبیقِ فکر کا اسلوب پیدا کیا۔

## انگریز ۱۶۰۰ء میں تاجر کے روپ میں ہندوستان آئے

اور انگریز تاجر اپنی تاجرانہ جعل سازیوں سے بہت بڑے سرمایہ دار بن گئے چنانچہ خود ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹروں نے ۱۷۶۶ء میں اپنی رپورٹ میں لکھا۔

> "ہمارے نزدیک اندرون ملک کی تجارت سے جو کثیر دولت حاصل کی گئی ہے وہ انتہا درجہ ظالمانہ اور جابرانہ طریقوں کے استعمال کا نتیجہ ہے جس کی نظیر کسی زمانہ اور کسی ملک میں نہ ملے گی۔"

شہنشاہ دہلی شاہ عالم مرحوم کو سبز باغ دکھا کر چند شرطوں کے ساتھ صوبہ بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی حاصل کر لی گئی۔ بادشاہ کی طرف سے صرف تیس لاکھ روپیہ سالانہ معاوضہ پر تحصیل وصول اور دیوانی کے جملہ اختیارات کمپنی کے سپرد کر دیئے گئے اور جملہ فرمانروایان بنگال و اڑیسہ و بہار کو حکم دے دیا گیا کہ وہ کمپنی کے ملازمین کی امداد و اعانت

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کرتے رہیں ان کے کسی انتظام میں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دیں۔

## پاک وہند کے مسلمان حکمران

مسلمان ۹۳ھ سے ۱۲۷۳ھ یعنی ۷۱۱ء سے ۱۸۵۷ء تک مختلف ادوار میں ۱۱۴۶ سال تک ہندوستان میں حکمران رہے۔

### ۹۳ھ تا ۱۰۱ھ مطابق ۱۰۰۶ء تا ۱۶۰۵ء

شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ہندوستان کے غلہ وغیرہ کا بھاؤ، حسب ذیل تھا:

| | | |
|---|---|---|
| گیہوں۔ | ایک روپیہ کا۔ | ۴ من |
| مونگ | // | ۷۳/۴ من |
| کھانڈ | فی روپیہ | ۱۸ سیر |
| تیل | // | ۶۴ سیر |
| باجرہ | // | ۱۲ سیر |
| نمک | // | ۱۱۰ سیر |
| گھی دیسی | // | ۱۵ سیر |

### ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے کے بعد

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ حکومت ۱۸۵۷ میں غلہ وغیرہ کے بھاؤ یہ

تھے۔

| | | |
|---|---|---|
| گیہوں | ایک روپیہ کا | ۳۶ سیر |
| چنا | فی روپیہ | ۵۱ سیر |
| چاول | //// | ۱۸۱/۲ |
| گھی | فی روپیہ | ۴ سیر |

## وکٹوریہ کے زمانہ ۱۸۹۰ء میں

| | | |
|---|---|---|
| گیہوں | ایک روپیہ کا | ۲۵ سیر |
| چنا | فی روپیہ | ۲۰ سیر |
| چاول | //// | ۱۲ سیر |
| گھی | //// | ۳ سیر |
| دودھ | //// | ۹ سیر |

## چارج پنجم کے زمانہ میں

| | | |
|---|---|---|
| گیہوں | ایک روپیہ کا | ۸ سیر |
| چنا | //// | ۹ سیر |
| چاول | //// | ۴ سیر |
| دال | ایک روپیہ | ۴ سیر |
| گھی | //// | ۱۶ چھٹانک |

دودھ ////// ۵ سیر

اس طرح انگریز حکومت اور تجارت دونوں پر قابض ہو گئے۔

زمینوں پر بے انتہا خراج اور پختہ لگان لگایا۔ ریاستوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کیا۔

مد قومہ جائیدادیں اپنے قبضے میں کیں۔ ٹیکسوں کی بھر بار کر دی۔

عجیب و غریب ہزاروں سفاکیوں اور ڈپلومیسیوں کو دیکھ کر حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فتویٰ نے علمائے ہند کو بیدار کیا۔

## شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ آزادئ وطن

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸۰۳ء میں ہندوستانیوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اور جماعت علماء کو بالاخص اپنے مشہور و معروف مفصل اور طویل فتویٰ سے بیدار کر کے اپنے والد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کی تعلیمات کے بموجب آزادی وطن کے لئے اٹھایا۔

چنانچہ آپ کے شاگرد اور متوسلین جاگے اور آزادی وطن کے لئے کھڑے ہو گئے۔

## حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال

"نوکری انگریز جائز ست یانہ"؟

**جواب** اگر در نوکری ارتکاب معصیت کبیرہ متوقع باشد مانند عاربہ با مسلمین در پٹن ہا و مانند آوردن شراب و گوشت مردار و خنزیر در خدمتگاراں ایں قسم روزگار ممنوع ست۔الخ[1]

## مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر پر مقدمہ بغاوت

ظالم حکومت برطانیہ کی جابر عدالت میں ۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو طویل بیان دیتے ہوئے مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میں جب تک کہ میری جان باقی ہے مذہبی احکام اور صداقت کے اعلان کرنے اور مسلمانوں کو بتلانے سے حتی الوسع باز نہیں رہونگا۔

خواہ کتنی ہی بڑی دفعہ اور سزا مجھ پر عائد کر دی جائے۔ میں علانیہ طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ حسب شریعت اسلامیہ اور حسب حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کسی مسلمان کو انگریزی فوج اور پولیس میں بھرتی ہونا جائز نہیں۔ قطعی حرام ہے۔ یہی فتویٰ پہلے علماء کا ہے اور یہی اس زمانہ کے علماء کا فتویٰ ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی فوج میں رہنا اور دشمنِ خدا اور

---

[1] فتاویٰ عزیزی جلد دوم ص ۱۱۹

رسول ﷺ کا ساتھ دینا گوارہ کرتا ہے۔ تو اپنے فعل کا وہ خود ذمہ دار ہے"۔(رسالہ ہمدم ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

## آزادئ ہند اور تحریکِ پاکستان

تحریکِ پاکستان پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر آزادئ ہند کی تحریک میں ایک تاریخی موڑ آیا اور سیاسی جماعتیں نئے انداز میں اُبھریں۔

### انڈین نیشنل کانگریس

۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کو کانگریس محض سماجی تنظیم کے طور پر قائم ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک باقاعدہ سیاسی جماعت کی شکل اختیار کر گئی۔

### مسلم لیگ کا قیام

سلیم اللہ خان نواب ڈھاکہ نے دسمبر ۱۹۰۶ ء میں ڈھاکہ میں ہندوستان کے مسلم زعماء کا اجلاس بلایا اور دسمبر ۱۹۰۶ء میں "آل انڈیا مسلم لیگ" قائم ہوئی۔ آغا خان کو اس کا صدر، نواب وقار الملک کو اس کا سیکرٹری، اور نواب محسن الملک کو، جائنٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا اس کا مرکزی دفتر علی گڑھ میں قائم کیا گیا۔

## جمعیت علمائے ہند کا قیام

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کے مکتبہ فکر کے علمائے حق نے ۲۲ نومبر ۱۹۱۹ء مطابق ۲۸ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ میں ایک عظیم "خلافت کانفرنس" منعقد کی۔ اور جمعیت علمائے ہند کے نام سے ایک اسلامی سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی۔

اور پھر ۲۸ (ستمبر ۱۹۱۹ کے مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۳۸) ء اسلامیہ ہائی سکول امرتسر کے احاطہ میں جمعیت علمائے ہند کا پہلا بڑا اجلاس ہوا۔ جس کے صدر مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بنائے گئے جو کہ ۱۹۴۰ء تک اس کے صدر رہے ان کی وفات کے بعد مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علمائے ہند کے صدر منتخب ہوئے جو کہ ۱۹۵۷ء وفات تک اس کے صدر رہے۔

## تحریک پاکستان اور دو قومی نظریہ

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور شاگردوں نے ۱۹۴۵ء کے الیکشن کے موقع پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۹۴۵ء میں "جمعیت علمائے اسلام" کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم کی اور "دو قومی نظریہ" کی تائید کرتے ہوئے مسلم

لیگ کی حمایت کر دی۔ اس طرح ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان قائم ہوا۔ تو پرچم کشائی جمیعت علمائے اسلام کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کراچی میں کرائی گئی اور ڈھاکہ میں، مشرقی پاکستان میں پرچم کشائی مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کرائی گئی۔

## مسلم لیگ کے قائدین ۱۹۰۶ء

۱۹۰۵ء میں انگلستان میں لبرل حکومت برسرِ اقتدار آئی اس کے وزیر ہند مسٹر مارلے نے اعلان کیا کہ حکومت برطانیہ برصغیر ہند میں اصلاحات نافذ کرنا چاہتی ہے اس پر برصغیر کے مسلم زعماء اور سیاسی رہنماؤں نے آئین میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ کرنے کی تدابیر پر غور کرنا شروع کیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

## وفد شملہ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء

نواب محسن الملک اس وقت علی گڑھ کالج کے سیکرٹری تھے انہوں نے برصغیر کے ۷۰ مسلم لیڈروں کا ایک وفد یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو آغا خاں کی قیادت میں شملہ کے مقام پر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے ملاقات کی اور مسلم نقطہ نگاہ کی وضاحت کی۔ وفد نے مطالبہ کیا کہ حکومت کے تمام مدارج (ڈسٹرکٹ بورڈوں میونسپلیٹیوں اور کونسلوں) میں مسلمانوں کو الگ نمائندگی دی جائے اور مسلم نمائندے مسلمانوں کے ووٹوں سے

منتخب ہوں۔

وائسر رائے ہند نے وفد کی رائے سے اتفاق کیا اور مسلم مفادات کے تحفظ کا یقین دلایا۔

یاد رہے کہ کانگریس کی بنیاد وائسر ائے ہند کے ایما اور ہیوم کوشش سے پڑی تھی اس لئے عام تائثر اور مشہور یہ ہوا کہ وفد شملہ حکومت کے ایماء پر تشکیل دیا گیا تھا۔ واقعات کچھ بھی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ وائسرائے ہند کی یقین دہانی کے باوجود مسلمانوں کو اپنے مطالبات منوانے کے لئے کافی جدوجہد کرنا پڑی۔

بالآخر مسلمانوں کا مطالبہ مان لیا گیا اور جداگانہ انتخابات مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس سے مسلمانوں کی الگ اور منفرد حیثیت کو کانگریس کے مقابلہ یعنی ہندوؤں کے ردّعمل میں مسلمانوں کی الگ منفرد حیثیت کو تسلیم کر لیا گیا اور اس طرح آگے چل کر محمد علی جناح کی قیادت میں ۱۹۴۰ء میں تجویز پاکستان کا مطالبہ کر کے عملاً پاکستان کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔

## مسلم لیگ کی تنظیم نو ۱۹۱۳ء

محمد علی جناح ۱۸۷۶ء کراچی میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم کراچی سے حاصل کر کے ۱۸۹۲ء میں ۱۶ سال کی عمر میں انگلستان چلے

گئے تھے۔ چار سال بعد وہاں سے قانون کی سند لے کر واپس لوٹے اور بمبئی میں وکالت کی پریکٹس شروع کر دی۔

اور کانگریس کے سرگرم رکن بن گئے تھے ۱۹۱۰ء میں آپ بمبئی کے مسلم حلقہ انتخاب سے پہلی دفعہ قانون ساز کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور پالیمانی خطیب کی حیثیت سے نام پیدا کیا ۱۹۱۴ء میں ایک کانگرسی وفد کارکن بنا کر انگلستان بھیجا گیا۔ اس وفد نے کونسل کی اصلاحات سے متعلق کانگرسی نقطہ نگاہ سے حکومتِ برطانیہ کو آگاہ کیا۔

۱۹۲۱ء میں کانگریس پر انتہاپسندی کا غلبہ ہو گیا تو آپ مولانا محمد علی جوہر کی دعوت پر کانگریس سے الگ ہو گئے اور مسلم لیگ کے رکن بن گئے۔

۱۹۲۴ء میں مسٹر محمد علی جناح کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا۔

۱۹۳۷ء میں جب اس کا اجلاس لکھنؤ کے مقام پر منعقد ہوا تو اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے آثار نمایاں ہوئے وزیراعظم پنجاب سر سکندر حیات۔ وزیراعظم بنگال فضل الحق اور وزیراعظم آسام محمد نے مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔

## تحریکِ آزادئ ہند میں حضرت مدنی کا سیاسی کردار

۱۹۱۴ء مطابق ۱۳۳۲ھ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن

صاحب ؒ نے غیر ملکی انگریزی اقتدار کے خاتمہ کے لیے اور آزادئ ہند کے لیے ایک منصوبہ تیار کیا۔ اس تحریک کا نام "ریشمی رومال" ہے۔

۲۲ صفر دو شنبہ ۱۳۳۵ھ میں مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ مکہ میں گرفتار کر لیے گئے۔ چناں چہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو مصر روانہ کر دیا گیا۔ حضرت شیخ الہند ؒ اور مولانا عزیز گل صاحب ؒ کو بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اور جزیرہ مالٹا میں نظر بند کر دیا گیا۔

مقدمہ چلا اور بغاوت کے کیس میں مطلوبہ ثبوت فراہم نہ ہو سکے۔ لہٰذا پھانسی سے نجات ملی اور مالٹا میں جزیرہ جو کہ سیاسی قیدیوں کا مرکز تھا۔ جہاں جنگی قیدیوں اور ایسے فوجی افسروں یا سیاسی امیروں ہی کو بھیجا جاتا تھا۔ جو بہت خطرناک اور اپنے خیالات پر نہایت سخت اور پختہ ہوتے تھے۔ اور کسی قسم کی سختی اُن پر کوئی اثر نہ کر سکتی تھی۔ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ء مطابق ۲۱ فروری ۱۹۱۷ء کو یہ حضرات مالٹا پہنچائے گئے۔

**مالٹا سے رہائی** ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۲۰ء جمعہ کے دن حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب ؒ اور ان کے رفقاء کو مع حضرت مدنی ؒ مالٹا سے ہند روانہ کر دیا گیا۔

۸ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۸ جون ۱۹۲۰ء یہ حضرات بمبئی پہنچائے گئے، اس وقت معلوم ہوا کہ یہ آزاد کر دیے گئے ہیں۔

## ترکِ موالات کے متعلق فتویٰ

ہندوستان میں انگریزوں سے ترک موالات کا مسئلہ زیرِ بحث تھا۔ خلافت کمیٹی کے ارکان نے وقت کے تقاضا کو پہچانا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں استفتا پیش کر دیا۔ آپ نے فتویٰ کا جواب تحریر کیا۔ یہی فتویٰ جمعیت علمائے ہند کے متفقہ فیصلہ و فتویٰ کی صورت میں تقریباً ۵۰۰ علماء کے دستخطوں سے شایع کیا گیا۔

اس میں آپ نے آخر میں لکھا کہ:

اعدائے اسلام کے ساتھ تعاون اور موالات کو اعتقاداً و عملاً ترک کر دیں۔ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت ناقابل انکار ہے۔ اور ایک صادق مسلمان کی غیرت کا ایسے حالات میں یہ ہی اقتضا ہونا چاہیے۔ وہ:

(۱) سرکاری اعزازوں اور خطابات کو واپس کر دے۔

(۲) ملک کی جدید کونسلوں میں شریک ہونے سے انکار کر دے۔

(۳) صرف انہیں ملکی اشیاء اور مصنوعات کا استعمال کرے۔

(۴) سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں اپنے بچوں کو داخل نہ کرے۔

اس کے علاوہ جو تجاویز وقتاً فوقتاً شائع کی جائیں اُن پر عمل کرے شرطیکہ:

(۱) اتباع شریعت کیا جائے۔ اور عمل درآمد میں خلاف حکم شرع کا ارتکاب نہ پیش آئے۔

(۲) نیز اس امر کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے کہ جن امور میں فساد یا نقص امن کا اندیشہ ہو، ان سے احتراز کیا جائے۔ اور ہر کام میں افراط تفریط سے بچ کر اعتدال مد نظر رہے۔

(۳) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ارشاد اِذَا حسَنَ النَّاسَ فَاحْسَنَ مَعَهُمْ وَاِذَا اسَاؤا فَاجْتَنَبَ اَسَاءتَهُمْ۔ (جب لوگ اچھا کام کریں تو ان کے اچھا کرنے میں شریک رہو اور جب کہ بُرا کام کریں تو برائی سے بچتے رہو۔) کا لحاظ رکھنا ہر ایک امر میں مفید اور ضروری سمجھا جائے۔ وَاللهُ الْمُوَفِقُ وَالْمُعِيْنُ۔

العبد محمود حسن غفی عنہ ۳ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ، ۱۹ جولائی ۱۹۲۰ء

## جمعیت علمائے ہند کے جلسہ کی صدارت

۷۔۸۔۹ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹، ۲۰، ۲۱/ نومبر ۱۹۲۰ء کے جلسہ کی صدارت کی۔

## حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

جمعیت علمائے ہند کے اجلاس سے ایک ہفتہ بعد ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء انتقال فرما گئے۔ دہلی میں جنازہ ہوا پھر میرٹھ، مظفر آباد اور آخر میں دیوبند میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔

## خلافت کانفرنس کراچی ۱۹۲۱ھ

۸۔۹۔۱۰ جولائی ۱۹۲۱ء کو ایک مشہور مسلم قائد مولانا محمد علی جوہر مرحوم ﷫ کی صدارت میں کراچی میں "آل انڈیا خلافت کانفرنس" منعقد ہوئی۔

جس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ﷫ نے علمائے اسلام کے ایک فتویٰ کی تائید میں انگریزوں کی فوجی ملازمت کے حرام ہونے کی قرارداد پیش فرمائی تھی۔ اور اسی موضوع پر دوسرے علماء وزعماء نے بھی پرزور تقاریر کیں۔

**مقدمہ بغاوت کراچی** برطانوی حکومت کی کُھلی تردید تھی۔اس لیے گورنمنٹ نے حسب ذیل مقررین ومؤیدین پر سازش وبغاوت کا کیس چلایا۔

(۱) مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب ﷫ (۲) مولانا محمد علی جوہر صاحب ﷫

(۳) مولانا شوکت علی صاحب ﷫ (۴) مولانا نثار احمد کانپوری صاحب ﷫

(۵) پیر غلام مجدد صاحب ﷫ (۶) ڈاکٹر سیف اللہ کچلو ﷫۔

(۷) سری شنکر اچاریہ۔

اس کیس مین آخری ملزم شنکر اچاریہ کو بری کر دیا گیا اور باقی

حضرات کو دو دو سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

## تاریخی کیس کی تفصیلات

اس کیس میں اکابر ملت کے مجاہدانہ بیانات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔

## مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا بیان

مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے تفصیلی بیان میں انگریزی ملازمت کے حرام ہونے اور ان کا سوشل بائیکاٹ کرنے کی تائید میں قرآنی آیات، نبوی ارشادات اور فقہائے اسلام کی تصریحات سے استدلال کرتے ہوئے عدالت میں بیان دیا، جس کے آخری الفاظ یہ تھے:

”پھر میں کہتا ہوں کہ اگر لارڈ ریڈنگ ہندوستان میں اس واسطے آئے ہیں کہ قرآن کو جلا دیں، حدیث کو مٹا دیں، فقہ اور احکام اسلامیہ کو برباد کر دیں تو سب سے پہلے اسلام اور قرآن پر جان نثار کرنے والا میں ہوں۔“

ان مجاہدانہ الفاظ پر مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ نے عدالت میں ہی مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے قدم چوم لیے تھے۔[1]

---

[1] معرکہ خلافت وسیاست حصہ سوم، ص ۱۸۴۔ مطبوعہ نظامی پریس بدایون۔

## مولانا محمد علی جوہرؒ کا بیان

زعیم ملّت، تحریکِ آزادی ہند کے عظیم رہنما مولانا محمد علی جوہرؒ مع اسیر رفقاء کے جب جیل سے عدالت لائے گئے تو لکھا ہے کہ:

مولانا محمد علی جوہرؒ کمانڈر کی طرح گرفتار شدہ لیڈروں کی فوج کے آگے آگے تھے۔ ان کے بائیں بازو پر "خلافت کا نشان" تھا اور دائیں پہلو میں "کلام اللہ حمائل" تھا۔ ان کے پیچھے مولانا شوکت علیؒ ہنستے اور حاضرین کو سلام کرتے ہوئے اور ان کے دلوں پر اپنی سرگرمی کا پرتاؤ ڈالتے ہوئے خراماں خراماں آرہے تھے۔

ان کے بعد مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کا نمبر تھا جو متانت اور اسلامی روحانیت کا ایک مجسمہ تھے، جو شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ دیوبندی کے خلیفہ کے لیے ایک قدرتی امر تھا۔......الخ[1]

مولانا محمد علی جوہرؒ نے اپنے بیان میں فرمایا:

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں گذشتہ اجلاس خلافت کا جو کراچی میں ہوا تھا، صدر تھا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے خلافت کانفریس میں یہ ریزولیشن پڑھا تھا۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے مولانا حسین احمدؒ کی تجویز کو پیش کیا تھا۔ جن کو میں خوشی سے اپنا قابل تعظیم

1 معرکہ سیاست و خلافت ج ۱، ص ۱۴۱۔ تحفظِ اسلام پارٹی کا مؤقف، ص ۱۵۴۔

ہادی سمجھتا ہوں۔"

"بہت سے مشہور علمائے اسلام نے عدم تعاون کے متعلق ایک مذہبی فتویٰ دے دیا تھا جس میں کونسلوں کی ممبری عدالتوں کی وکالت، اسکولوں کی تعلیم، سرکار کے خطاب اور اعزازی خدمات، عدالتوں اور سرکاری ملازمتوں کو خواہ وہ فوجی یا غیر فوجی (سویلین) سب کچھ حرام قرار دے دیا تھا۔ وغیرہ...... الخ"

## مولانا شوکت علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

"پچھلے ۲۱ مہینوں سے میں ہندوستان میں خلافت کا کام کر رہا ہوں، ہزاروں میل کا سفر کیا ہے، ہزاروں تقریریں کی ہیں۔ بحیثیت ایک ہندوستانی مسلمان کے میرا فرض ہو گا کہ جو کچھ مجھ سے ممکن ہو اس حکومت کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور سلطنت کو تباہ کرنے کے لیے کروں۔"[1]

## مولانا نثار احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

"میں نے اپنے مذہبی فرائض کے مطابق اس قرارداد کی تائید کی۔ اگر حکومت ہمیں اور ہمارے اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہے تو اس نام و نمود کی ضرورت کیا۔ وہ فوجی سپاہیوں کو بلا کر ہمیں گولی سے کیوں

[1] معرکہ سیاست و خلافت ص ۵۱، حصہ اول۔

نہیں اڑا دیتی۔

(۲) اس مقدمہ میں گواہوں نے اپنے آپ کو سید، شاہ، خان بہادر ظاہر کیا ہے۔ کیا "سچے سیّد" خلافت کی مخالفت کر سکتے ہیں؟

خط کشیدہ الفاظ سے اندازہ لگائیے کہ اس دور میں علمائے اہلِ السنت و الجماعت عقیدہ خلافت کی صداقت کو کس طرح انگریزی عدالتوں میں پیش کرتے تھے۔ لیکن اب کیا حال ہے۔

بہ بین تفاوت رہ از کجا تا بکجا

### مقام فکر و عبرت

مسلمانوں کے عقیدہ "خلافت" کے تحفظ کے لیے متحدہ ہندوستان کے علماء و زعماء نے جس طرح تحریکِ خلافت چلائی، اور انگریزی عدالتوں میں ولولہ انگریز مجاہدانہ بیانات دیے، گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ کُھل کر ٹکر لی۔ اور خندہ پیشانی سے قید و بند کے مصائب برداشت کیے، اس سے یہ نتیجہ واضح ہے کہ اس دور میں ملّت اسلامیہ کے نزدیک اسلام کی حفاظت کا واحد ذریعہ "خلافتِ اسلامیہ" اور "خلافتِ راشدہ" کا عقیدہ تھا۔

### تحریکِ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

"تحریکِ خلافت" دراصل شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

اسیر مالٹا کی عظیم اسلامی تحریک کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ جو برطانوی پنجۂ ظلم و استبداد سے ہندوستان کو آزاد کرنے کے لیے جاری کی گئی تھی۔

## انگریزی دور میں علماء سُو کا فتویٰ

گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستانی مسلمان فوج کو تُرکوں سے لڑانے کے جواز کے لیے ایک فتویٰ مرتب کیا تھا۔ جس پر انہوں نے کئی علماء و مشائخ کے فتوے حاصل کر لیے تھے۔ لیکن اس انگریزی فتویٰ کو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے رد کر دیا تھا۔ چناں چہ حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اسیر مالٹا میں لکھا ہے کہ:

ادھر وہ فتویٰ جو دوبارہ عدم استحقاق خلافت ترکی تھے، دو مرتبہ پیش کیے گئے۔ دونوں مرتبہ مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ نے رد کر دیے۔ اور جن لوگوں نے اس پر لکھا تھا، سخت کلمات استعمال کیے۔ مجمع عام میں ان کو پھینک دیا اور چوں کہ فتویٰ بادشاہ یا بامر گورنمنٹ تھا، اس لیے ان کی وجہ سے گورنمنٹ کو اور بھی بدظنّی کا موقع ہاتھ لگا۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ حجاز مقدس تشریف لے گئے تھے، جس کی اطلاع انگریز سی آئی ڈی کو بعد میں ملی اور حکومت ہندوستان میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کو گرفتار نہ کر سکی۔ چوں کہ والیٔ حجاز شریف مکہ انگریزوں کے دام میں پھنس گیا تھا، اس لیے اس نے مکہ معظّمہ سے حضرت شیخ

الہندؒ کو مع دیگر رفقاء حضرت مولانا عزیز گل صاحبؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ وغیرہ کے گرفتار کر کے جزیزہ انڈیمان (مالٹا) میں بحیثیت جنگی قیدی نظربند کر دیا تھا۔

تحریک خلافت ۱۹۱۹ء میں شروع ہوئی تھی اور ۱۹۲۲ء تک عروج میں رہی۔

## شیخ الہندؒ کا لقب

تقریباً ۴ سال مالٹا میں نظربندی کے بعد حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ ۱۳ جون ۱۹۲۰ء کو واپس دیوبند پہنچے۔ اور واپسی پر تحریکِ خلافت میں آپ کو شیخ الہند کا لقب دیا گیا تھا۔

عبدالوحید

حضرت مدنی لکھتے ہیں:

خلافت کمیٹی کے زعماء نے آپ کے لیے "شیخ الہند" کا لقب تجویز کیا، جو کہ ہر طرف اور ہر جماعت میں مقبول ہو گیا۔ اور یہ تحریکِ خلافت اور آزادی برقی طاقت کے ساتھ مسلمانوں کے دل و دماغ پر چھا گئی۔[1]

## تحریکِ شیخ الہندؒ میں کوئی شیعہ شامل نہیں کیا گیا

انگریز سی آئی ڈی نے تحریک کے متعلق لکھا ہے کہ:

---

[1] نقش حیات ج ۲، ص ۲۴۸۔

"میں نے اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ عبید اللہ اسکیم میں کسی شیعہ کا نام شامل نہیں ہے۔ اس نے شیعہ لوگوں پر جو بے اعتمادی ظاہر کی ہے، اس پر خاص طور پر توجہ کرنی چاہیے۔"

مولانا عبید اللہ سندھی تقریباً ۲۵ سال جلاوطن رہ کر مارچ ۱۹۳۹ء میں واپس دیوبند تشریف لائے۔[1]

# تحریکِ آزادیٔ ہند اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

## حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی سرگرم جدوجہد

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

اسلام نے کسی صورت میں بھی غلامی پر قناعت نہیں کی۔ بہت سی نصوص سے دلالۃً و صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا تقاضا حکومت اور سربلندی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

(۱) هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۔

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول، سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تاکہ اوپر رکھے اس کو ہر دین پر۔ کافی ہے اللہ، حق ثابت کرنے والا۔

---

[1] تحفظِ اسلام کا انتخابی مؤقف ص ۱۶۴۔ مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲)جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی
سربلندی تو اسلام ہی کو ہے کہ کوئی اس پر حاکم نہیں۔

(۳) اگر کسی اسلامی ملک پر کفار کا ہجوم ہو تو مسلمان پر ان کا دفع کرنا اور ان سے جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔ اگر اس ملک کے مسلمان تساہل سے کام لیں تو بتدریج تمام مسلمانانِ عالم میں یہ ہی فرض عائد ہو جاتا ہے۔[1]

اس لیے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس ملک کو کفار کے تسلط سے نجات دلانے کے لیے احکام کفار کی نافرمانی سے لے کر جہاد بالسلاح تک جو ذریعہ مقادمت بھی ان کے امکان میں ہو، اس کو کام لائیں۔

## آزادی ہند میں جمعیت علمائے ہند کا فارمولہ

جمعیت علماء ہند اور قوم پرور مسلمانوں نے جو فارمولہ کانگریس کے سامنے پیش کیا تھا اور اگست ۱۹۴۲ء تک اجلاس میں کانگریس نے اس کو تقریباً منظور بھی کر لیا تھا، اس کی اہم دفعہ یہ تھی کہ مرکزی حکومت میں ہندو ۴۵ فی صدی اور مسلمان ۴۵ فی صدی اور دیگر اقلیتیں ۱۰ فی صدی ہوں گی۔ جو بجائے خود ایک اہم اور مؤثر تناسب ہے، اس صورت میں

[1] در مختار و حاشیہ رد المختار ج ۳ ص ۳۰۶۔ عالمگیری ج ۲۔

ملک کی طاقت منقسم ہو کر کمزور نہ ہو گی۔

## آزادیٔ ہند میں ایک مؤقف

آزادیٔ ہند میں دوسرے مشرکین کے ساتھ ان شرائط پر اشتراکِ عمل کرنا کہ اس مشترکہ جدوجہد میں فتح حاصل کرنے کے بعد

(۱) ملک کے نظام حکومت میں ان کا مؤثر حصہ ہو گا۔

(۲) مسلمان کا قانون شخصی (پرسنل لاء) محفوظ ہو گا اور ان کو اس پر عمل کرنے کی آزادی ہو گی۔

(۳) مسلمانوں کے مذہبی ادارے، اوقاف، مساجد، مقابر وغیرہ محفوظ رہیں گے۔ ان کا کلچر اور تہذیب وتمدن محفوظ رہے گا۔

(۴) ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے پانچ مسلم اکثریت کی حکومتیں قائم ہوں گی۔ جو تمام داخلی معاملات، قانون سازی، نظام تعلیم، اقتصادی نظام کے قیام، معاشرتی اور تمدنی مسائل میں پوری طرح بااختیار ہوں گی۔

کیا مسلمانوں کے مفاد اور مصالح کے لحاظ سے مفید نہیں ہے۔ یہ مصلحتیں و مفادات ان اغراض سے بہت زیادہ اہم ہیں جن کی بنا پر استعانت بالمشرکین کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لیے ہندوستان کی آزادی کے لیے غیر مسلم جماعتوں اور قوموں سے اشتراک عمل کرنا نہ

صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

## انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت ۱۹۳۶ء کے انتخابات

ان انتخابات میں جو کہ جداگانہ تھے، سب کی رائے یہی تھی کہ مسلمانوں کے انتخابات کا سلسلہ الگ ہو۔ مسلم لیگ ۱۹۰۶ء سے قائم تھی اور وہ اپنا تعارف بھی رکھتی تھی۔ مسٹر محمد علی جناح کی زیر قیادت ایک میثاق بھی مرتب کر چکی تھی، جس کو میثاق ملّی کہا جاتا تھا۔ ۱۹۳۶ء کے انتخابات ہونے لگے تو مسلم لیگ نے انتخابات کے لیے "مسلم لیگ پارلیمنٹری مجلس" بنائی۔ ان انتخابات میں ایسی جماعت کی ضرورت تھی جس کی شاخیں تمام ہندوستان میں ہر جگہ ہوں۔

## جمعیت علمائے ہند کا ۲۹۔۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء کا اجلاس

جمعیت علمائے ہند کا اس اہم مسئلہ پر غور کے لیے دہلی میں صوبہ دہلی کا اجلاس ہونا تھا۔ مسٹر محمد علی جناح نے اس اجلاس میں اپنی تشریف آوری کی اطلاع دی تو ان کے شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ یہ اجلاس نہایت عظیم الشان تھا۔

دہلی کے ان باحوصلہ مسلمانوں کا اجلاس تھا، جن کی زندہ دلی ۱۹۴۷ء کے حوادث سے محفوظ تھی۔ مسلمانوں کا ایسا بارونق اور بھرپور اجتماع مسٹر محمد علی جناح کے لیے ایک کرشمہ تھا، جس سے وہ بہت متاثر

ہوئے۔

عبدالمتین صاحب جو مسلم لیگ جناح پارٹی کے سیکرٹری کی حیثیت تھے، انہوں نے مسٹر جناح کا ایماء ظاہر کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ کے ذریعہ الیکشن لڑا جائے۔ اور انہوں نے ظاہر کیا کہ وہ مسلم لیگ کے موجودہ عناصر سے نالاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ آزاد خیال مسلمانوں کے ساتھ کام کریں۔

اس صورت حال میں جمعیت علمائے ہند کے اکابر نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی فیصلہ سے پہلے مسٹر جناح سے بات کی جائے۔

## جمعیت علمائے ہند اور مسلم لیگ میں الیکشن اتحاد

چناں چہ ایک خاص اجتماع اسی مقصد کے لیے کیا گیا۔ مسلم لیگ کے موجودہ ڈھانچہ میں رجعت پسندوں اور سرکار پرستوں کی اکثریت ہے، اس کے پارلیمنٹری بورڈ میں لامحالہ انہیں کی اکثریت ہو گی۔ آزاد خیال ...... قوم پرور مسلمانوں کی گنجائش لیگ کے ڈھانچہ یا اس کے پارلیمنٹری بورڈ میں کہاں نکل سکتی ہے۔ یہ ایک اہم سوال تھا، اس کو پوری اہمیت سے اجتماع میں پیش کیا گیا۔ یہ سوال خود مسٹر محمد علی جناح کے سامنے بھی آیا ہو گا۔

## مسٹر جناح کا علماء سے وعدہ

بہر حال مسٹر جناح نے سوال کو معقول سمجھا اور اس کے حل کی یہ صورت پیش کی۔ بورڈ کی تشکیل مسلم لیگ کونسل کے بجائے خود مسٹر جناح کے حوالہ کر دی جائے۔ تو وہ مرکزی بورڈ اور صوبائی بورڈ ایسے بنائیں گے کہ ان میں آزاد خیال قوم پرور مسلمانوں کی اکثریت ہو گی۔

مسٹر جناح کے وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے ایسی صورت عمل میں لائی گئی کہ بالآخر بورڈ کی تشکیل تنہا مسٹر جناح کے حوالہ ہو گئی۔ جو اس وقت مسلم لیگ کے صدر ہی نہیں بلکہ اصحاب لیگ کے محور اور معتمد تھے۔

مسٹر جناح نے بھی بڑی حد تک وعدہ پورا کیا۔ مرکزی بورڈ کے چھپن (۵۶) ارکان میں دوسری آزاد خیال قوم پرور جماعتوں کے علاوہ جمعیت علمائے ہند کے بیس (۲۰) ارکان نامزد کر دیے۔

## تحریکِ آزادی کے اہم انتخابات

اب ایک نہایت خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا۔ قوم پرور مسلمان جوان ۱۹۳۶ء کے انتخابات کو تحریکِ آزادی کا ایک ضمنی پروگرام سمجھتے تھے۔ انہوں نے پورا جوش عمل انتخابات کی کامیابی کے لیے وقف کر دیا۔

## مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخابی دورے

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جمعیت علمائے ہند کے

صدر اور تمام قوم پرور مسلمانوں کے سرگرم قائد تھے۔ اس وقت ایسے میدان میں آگئے کہ انہوں نے سُست رفتاروں کو بھی تیز گام بنادیا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دو ماہ سے زائد مسلسل دورہ کیا جس میں سینکڑوں اجتماعات کو خطاب کیا۔ اور آپ کے اخلاص کا یہ اثر ہوتا تھا کہ عام مسلمان آپ کی صورت یقین کر لیتے تھے کہ آپ کے ارشادات غلط نہیں ہوسکتے۔ اس خوش گوار فضاء میں مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کو غیر معمول کامیابی حاصل ہوئی۔

## مسلم لیگ کو زندہ کرنے کے لیے ۱۹۳۶ء میں جناح کا بیان

۱۹۳۶ء کے قریبی زمانہ میں مسٹر محمد علی جناح نے لیگ کو زندہ کرنے کے لیے رجعت پسند عناصر سے تنگ آکر جمعیت علمائے ہند، احرار اور دوسری ترقی پسند جماعتوں سے اتحاد و اشتراک کیا۔ اور خود مسٹر جناح نے بمبئی کرانیکل اخبار میں جون ۱۹۳۶ء میں ایک مضمون شائع کیا اور اُس کا خلاصہ اخبار مدینہ بجنور میں ۵ فروری ۱۹۳۷ء میں حسب ذیل شائع ہوا:

(۱) مسلم لیگ کی پالیسی کا مقصد ایسے نظام کا بروئے کار لانا ہے، جس کے ماتحت ترقی پسند اور آزاد خیال مسلمانوں کے ادارے متحد ہو جائیں۔

(۲) مسلم لیگ موجود دستور سے بہتر ایسا دستور حاصل کرنے کے

لیے جو سب کو پسند ہو گا، کانگریس کا ساتھ دے گی اور حکومت پر دباؤ ڈالے گی۔

(۳) مسلم لیگ اس اصول کو برقرار رکھتی ہے کہ بطور اقلیت مسلمانوں کو کافی تحفظ حاصل ہو۔

(۴) اسمبلی میں لیگ تمام قومی معاملات میں کانگریس سے تعاون کرے گی اور اس کے ساتھ رہے گی۔

(۵) لیگ کے صدر کی حیثیت سے میرا خیال ہے کہ ایسے چالاک لوگوں کو جن کا مقصد حکومت کے ماتحت عہدے حاصل کرنا ہے، اور جنہیں عوام کے حقوق، ضروریات اور مفاد کی مطلق پروا نہیں، سیاسی میدان سے نکال دیا جائے۔

## مسلم لیگ سے جمعیت علمائے ہند کا تعاون

مسٹر جناح نے ۱۹۳۶ء کے الیکشن کے لیے جمعیت علمائے ہند سے اتحاد اور تعاون چاہا۔ وہ زمانہ ولنگڈن کی حکومت کا تھا اور آزادی خواہ جماعتوں کی ہر قسم کی غیر قانونی جدوجہد پر سخت قانونی پابندیاں عائد تھیں۔

مسٹر جناح نے چند گھنٹہ جمعیت علمائے ہند کے اکابر سے گفتگو کی اور درخواست پر زور دیا اور کہا کہ میں ان رجعت پسندوں سے عاجز آگیا

ہوں۔ اور ان کو رفتہ رفتہ لیگ سے خارج کر کے صرف آزاد خیال ترقی پسند لوگوں کی جماعت بنانا چاہتا ہوں۔ تم لیگ میں داخل ہو جاؤ۔ علماء نے عرض کیا کہ اگر آپ ان لوگوں کو خارج نہ کر سکے تو کیا ہو گا؟ تو فرمایا کہ اگر میں ایسا نہ کر سکا تو میں تم لوگوں میں آ جاؤں گا۔

جناح صاحب کے اس فرمان پر مولانا شوکت علی مرحوم اور دیگر حضرات نے اطمینان کیا اور تعاون کرنے پر تیار ہو گئے۔

## ۱۹۳۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی

چناں چہ جمعیت علمائے ہند نے پورا تعاون کیا اور اتنی جدوجہد کی کہ ایگریکلچرسٹ پارٹی اور دوسرے رجعت پسند امیدواروں کو شکست ہوئی۔ اور تقریباً تیس (۳۰) یا اس سے زائد ممبران مسلم لیگ کامیاب ہو گئے۔ جس پر چوہدری خلیق الزمان نے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ تیس برس کی مردہ لیگ کو تم نے زندہ کیا۔ جمعیت علمائے ہند نے لیگ کا تعارف عام مسلمانوں سے کرایا اور لیگ کی آواز کو ہر جگہ پہنچایا۔

اس وقت مسٹر جناح نے جمعیت علمائے ہند کا مینوفسٹو قبول کیا اور اسی کو تیج اخبار میں شائع کیا۔ جس کی پہلی دفعہ یہ تھی کہ:

"اسمبلیوں اور کونسلوں میں اگر کوئی خالص مذہبی مسئلہ پیش ہو گا تو

جمعیت علمائے ہند کی رائے کو خاص وقعت واہمیت دی جائے گی۔“

## مسلم لیگ نے کامیابی کے بعد معاہدہ توڑ دیا

مگر افسوس ہے کہ لیگ نے الیکشن میں کامیابی کے بعد پہلے ہی اجلاس لکھنؤ میں اپنے عہود و اعلانات کو توڑ دیا۔ اور اُن رجعت پسند، خوشامدی انگریز پرست لوگوں کو لیگ پارٹی میں داخل کرنے کے لیے خواستگار پرزور طریقہ پر ہوئے، جن کو خارج کرنے کا اعلان کیا تھا اور اُن کی پُرزور مذمت کر رہے تھے۔ اور جن کے متعلق ہر شخص کو معلوم تھا کہ ہمیشہ ان کی زندگی قومی تحریکات کی مخالفت اور انگریز پرستی میں گزری ہے۔

جب اُن سے کہا گیا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو نکال دیا جائے گا، آج ان کو لیگ میں لانے اور پارٹی میں جگہ دینے کی آپ کوشش کر رہے ہیں۔ تو بگڑ کر کہا ”وہ پالیٹکل وعدے تھے۔“

علاوہ اس کے اور متعدد اعمال خلافِ وعدہ و عہود کیے، جس کی وجہ سے سخت مایوسی ہوئی۔

## مسلم لیگ سے جمعیت علمائے ہند کی علیحد گی

اور بجز علیحد گی اور کوئی صورت سمجھ میں نہ آسکی۔

(۱) مسلم لیگ نے مرکزی اسمبلی میں ”شریعت بل“ پاس نہ ہونے

دیا۔

(۲) "قاضی بل" کی سخت مخالفت کی۔

(۳) "انفساخ نکاح" کے متعلق غیر مسلم حاکم کی شرط قبول کی۔

(۴) آرمی بل پاس کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الحاصل ایسے معاملات اس دس سالہ مدت میں کیے جن سے ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ حضرات مسلمان اور ملک کی مصالح کے لیے نہیں بلکہ سرمایہ داروں، رجعت پسندوں، جاہ پرستوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کرنے والے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ برطانیہ کے بھی حامی اور مددگار ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور حسب تصریحات مینوفیسٹو گورنمنٹ بھی ان کی حامی ہے۔ اب آپ ہی فرمائیں ان کے ساتھ رہنا اور ان کی مدد کرنا کس طرح پر جائز ہے؟

## آل انڈیا مسلم لیگ کے دستور کی دفعہ ۲

ہندوؤں کے ساتھ اتحاد اور دوستی بڑھانا خود ان کے دستور اساسی کا مستقل دستور ہے۔ چناں چہ آل انڈیا مسلم لیگ کے دستور اساسی کے ص ۳ میں دفعہ ۲ ضمن ۳ میں حسب ذیل الفاظ ہیں:

"دیگر اقوام ہند کے ساتھ مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات اور اتحاد کو

بڑھانا۔"[1]

## دو قومی نظریہ قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء

آزادیٔ وطن کے سلسلہ میں یہ اقدامات ہو رہے تھے کہ ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے قائدین نے مسلم لیگ کا جلسہ منٹو پارک لاہور میں کیا۔ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ برصغیر کو ہندو اور مسلمان دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جس کو بعد میں تجویز پاکستان اور قرارداد پاکستان کا نام دیا گیا۔

## جمعیت علمائے ہند کا اجلاس ۱۹۴۰ء

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

اس کے بعد جمعیت علمائے ہند نے اسی مغموم اور گرم فضاء میں ۲۸، ۲۹ ربیع الثانی و یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ مطابق ۷، ۸، ۹ جون ۱۹۴۰ء کو جونپور میں اجلاس عام کا انتظام کیا۔ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحت کی خرابی کی بنا پر صدر بنایا گیا۔ اور جمعیت علمائے ہند کی قیادت آپ کے سپرد کی گئی۔

## پاکستان کے متعلق حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اجلاس میں طویل خطبہ دیا، جس میں آزادیٔ ہند کے لیے حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی اور فرمایا:

---

[1] تحریک شیخ الہند اسیر مالٹا مؤلفہ مولانا سید محمد میاں ص ۱۷۱۔

اس زمانہ میں پاکستان کی تحریک زبانِ زد عوام ہے۔ اگر اس کا مطلب اسلامی حکومت علیٰ منہاج النبوۃ (جس میں تمام احکام اسلامی حدود و قصاص وغیرہ جاری ہوں) مسلم اکثریت والے صوبوں میں قائم کرنا ہے تو ماشاء اللہ مبارک اسکیم ہے۔ کوئی بھی مسلمان اس میں گفتگو نہیں کر سکتا۔ مگر بحالات موجودہ وہ چیز مقصود الوقوع نہیں اور اگر اس کا مقصد انگریزی حکومت کے ماتحت کوئی ایسی حکومت قائم کرنا ہے، جس کو مسلم حکومت کا نام دیا جا سکے تو میرے نزدیک یہ اسکیم محض ...... برطانیہ کے لیے 'ڈیوائیڈ اینڈ رُول'' کا موقع بہم پہنچا رہی ہے۔ اور یہی عمل برطانیہ نے ہر جگہ جاری کر رکھا ہے۔ ٹرکی کو اسی طرح تقسیم کیا گیا۔ عربی ممالک کو اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرکے بانٹا گیا اور یہی عمل ہندوستان میں مختلف پیرایوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کچھ عجب نہیں ہے کہ اس کا اشارہ بھی لندن، آکسفورڈ، کیمبرج، شملہ، نئی دہلی وغیرہ سے ہوا ہو۔ جیسا کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ ...... مسلم اقلیت والے صوبوں کے لیے موت کا پیغام ہے۔ جو جو بھلائیاں آج تک اس میں دکھائی گئی ہیں، ہم ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ لیڈروں نے مسلم عوام کو جذب کرنے کے لیے ایک ڈھونگ نکالا ہے۔

......واللہ اعلم۔[1]

## ۱۹۴۵ء کے انتخابات

اب اس سیاسی کشمکش میں ایک طرف گاندھی تھے اور دوسری طرف مسٹر جناح۔ گاندھی اور مسٹر جناح میں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ لارڈ ڈیول ہندوستان کے وائسرائے تھے، کبھی وہ بھی ملاقاتوں میں شریک ہوتے۔ اس دوران مسٹر جناح نے دعویٰ کر دیا کہ مسلمانوں کی واحدہ نمائندہ ان کی مسلم لیگ ہے اور ان کے واحد لیڈر مسٹر جناح۔ اس کشمکش کی انتہا اس پر ہوئی کہ ۱۸، ۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کی درمیانی شب میں وائسرائے ہند نے اعلان کیا کہ ملک معظم نے ہدایت کی ہے کہ: مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات جلد از جلد کرائے جائیں۔ منتخب شدہ نمائندے "کربس اسکیم" منظور کریں ورنہ کوئی دوسری سکیم پیش کریں۔ اس وقت ہندو اور مسلمانوں کے مشترک اور مخلوط انتخابات نہیں ہوا کرتے تھے، بلکہ اسمبلی اور صوبائی کونسلوں اور لوکل بورڈوں وغیرہ میں مسلمانوں کی سیٹیں معین تھیں اور صرف مسلمانوں کے ووٹ سے مسلمانوں کے نمائندے منتخب ہوا کرتے تھے۔ یعنی انتخابات جداگانہ تھے۔

[1] تحریک شیخ الہند اسیر مالٹا۔ مؤلفہ محمد میاں ص ۱۹۷۔

## مقابلہ دو قومی نظریہ کا ہوتا تھا

اس انتخاب میں صرف پارٹیوں کے امیدواروں کا مقابلہ نہیں تھا، بلکہ "دو بنیادی نظریوں کا مقابلہ تھا"۔ بے شک عوام کی زبان پر پاکستان کا لفظ تھا اور "اسلامی حکومت" کے تصور سے اُن کے دماغوں کو مسحور کر دیا گیا تھا۔

## متحدہ ہندوستان میں مسلمان کی تعداد

متحدہ ہندوستان میں مسلمان اس وقت پچیس فی صدی تھے۔ اس نسبت سے مرکزی اسمبلی یا پارلیمنٹ میں ان کی تعداد صرف ۲۵ فی صدی ہونی چاہیے تھی۔

## ۱۹۴۵ء کے انتخابات کا نتیجہ

غنڈہ گردی اور منظم سازشوں نے الیکشن کی کامیابی کو قطعاً ناممکن بنا دیا تھا۔ تاہم

**الف** صوبائی اسمبلیوں میں مجموعی حیثیت سے ۱۶ فی صدی نشستیں مسلم قوم پروروں نے حاصل کر لیں۔

**ب** ووٹوں کے اعداد و شمار نے ظاہر کیا کہ تقریباً ۴۰ فی صدی ووٹ جمعیۃ علمائے ہند کے حق میں پڑے۔

**ج** ہندوستان کی سیاست میں جمعیت علمائے ہند نے ایک آئینی حیثیت

حاصل کرلی۔

دہریت اور لادینی کے اس طوفانی دور میں مذہبی طبقہ بھی ہندوستانی سیاست کا ایسا اہم عنصر بن گیا، جس کو کسی وقت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

## انتخابات کے بعد تقسیم ہند تک

۱۹۴۵ء کے الیکشن کے موقع پر ہندوستان کے عوام کی تعداد چالیس کروڑ تھی۔ اس آبادی کے صرف دس فیصدی حصہ کو مالی اور تعلیمی معیار کی بنا پر رائے دینے کا حق حاصل تھا۔ یعنی دس کروڑ مسلمانوں میں سے صرف ایک کروڑ کو ووٹ دینے کا حق حاصل تھا۔ تقسیم ہند کی حمایت میں پینتالیس لاکھ ایک ہزار ایک سو چھپن (۴۵۰۱۱۵۶) ووٹ حاصل کیے۔ جس کے معنٰی یہ ہیں کہ دس کروڑ مسلم عوام میں سے صرف ساڑھے چار فی صدی نے تقسیم کے حق میں اپنی رائے ظاہر کی۔[1]

## شملہ کانفرنس اور ۱۹۴۵ء کے انتخابات

جون ۱۹۴۵ء میں شملہ کے مقام پر سیاسی جماعتوں کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانگریس اور وائسرائے ہند مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

---

[1] تحریکِ شیخ الہند اسیر مالٹا۔ مؤلفہ محمد میاں ص ۲۶۲۔

وائسرائے ہند لارڈ دیول دفاعی نقطہ نظر سے برصغیر ہند کو متحد رکھنا چاہتا تھا۔ چناں چہ اس نے انگلستان جاکر حکومت برطانیہ سے بات چیت کی۔ بعد میں ایک اعلان جاری کیا گیا کہ وائسرائے ہند کی انتظامیہ کونسل ہندوستانی اراکین پر مشتمل ہوگی اور اس میں سیاسی جماعتوں کو اس طرح شامل کیا جائے گا کہ تمام فرقوں کو متوازن نمائندگی مل جائے۔ اور مسلمانوں اور اونچی ذات کے ہندوؤں کی تعداد برابر ہو۔

نئی تجاویز پر غور کرنے کے لیے جون ۱۹۴۵ء میں شملہ کے مقام پر کانفرنس منعقد ہوئی۔

## شملہ کانفرنس کی ناکامی اور انتخابات

شملہ کانفرنس اس لیے ناکام ہوئی کہ کانگریس اور وائسرائے ہند مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ انتظامیہ کونسل جو ہندوستانی اراکین پر مشتمل تھی۔ کونسل میں مسلم اراکین کی تعداد ۵ تھی۔ کانگریس چاہتی تھی کہ ایک مسلم نمائندہ اُسے نامزد کرنے کی اجازت دی جائے۔ اسی طرح وائسرائے ہند کا اصرار تھا کہ دوسرا مسلم نمائندہ ملک خضر حیات ٹوانہ وہ خود نامزد کرے۔

اس صورت حال میں مسلمانوں کا اتحاد ختم ہو جاتا۔ اس لیے محمد علی

جناح قائداعظم مسلم لیگ نے یہ بات سختی سے واضح کردی کہ مسلم لیگ کے علاوہ کوئی جماعت یا فرد مسلم نمائندوں کی نامزدگی کا مجاز نہیں۔ اس طرح یہ کانفرنس بغیر فیصلہ کے ناکام ہو گئی۔

لیکن کانگریس پر یہ بات اچھی طرح منکشف ہو گئی کہ مستقبل میں ملک کا فیصلہ کرتے وقت مسلم کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ شملہ کانفرنس میں اس بات کا فیصلہ نہ ہو سکا تھا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے یا نہیں۔

اب اس کا فیصلہ رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا اور ۱۹۴۵ء کے انتخابات کرائے گئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

## ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں جماعتی پوزیشن

(۱) ۱۹۴۵ء کے ان انتخابات میں مسلم لیگ نے مرکزی مجلس قانون ساز کی جملہ تیس (۳۰) نشستیں حاصل کر لیں۔

(۲) صوبوں میں ۵۰۷ مسلم نشستیں تھیں۔ جن میں مسلم لیگ نے ۴۲۷ پر کامیابی حاصل کی۔ دوسری ۸۰ نشستیں دوسری مسلم پارٹیوں نے جیت لیں۔ لیکن مسلم لیگ نے اکثریت (پارٹی پوزیشن میں) حاصل کر لی۔

اس طرح کانگریس کے مقابلہ میں دوسری بڑی جماعت مسلم لیگ کو

قرار دے دیا گیا۔

## تقسیم ہند سے قبل ہندوستان میں ۵۶۲ ریاستیں تھیں

ان میں سے جو ریاستیں پاکستان کی حدود کے اندر آئیں وہ پاکستان میں شامل ہو گئیں اور جو بھارت کے علاقہ میں تھیں، بھارت نے ان کا الحاق بھارت کے ساتھ کر کے اُن پر قبضہ کر لیا۔

## ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء وزارتی مشن کی کراچی آمد

ابھی صوبہ جاتی اسمبلیوں کے انتخابات تمام ہندوستان میں مکمل نہ ہوئے تھے کہ وزارتی مشن تقسیم ہند کے سلسلہ میں مذاکرات کے لیے کراچی پہنچ گیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

لارڈ پیتھک لارنس وزیر ہند، سر اسٹیفورڈ کرپس اور جنرل الیگزنڈر وفد کے ارکان تھے۔ یکم اپریل ۱۹۴۶ء سے ہندوستانی لیڈروں سے ملاقاتیں شروع کر دیں۔

## مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وفد سے مذاکرات

کُل ہند مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے صدر کی حیثیت سے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ملاقات کی دعوت دی گئی۔ اور چوں کہ آزاد مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے ساتھ دوسری جماعتیں بھی الیکشن میں اشتراک عمل کیے ہوئے تھیں، لہٰذا بورڈ کے صدر مولانا حسین احمد

مدنی رحمہ اللہ کو اجازت دی گئی کہ وہ مزید تین حضرات کو اپنے ساتھ لے آئیں۔ چنانچہ

(۱) خواجہ عبدالمجید صاحب صدر آل انڈیا مسلم مجلس۔

(۲) شیخ حسام الدین صاحب صدر آل انڈیا مجلس احرارِ اسلام۔

(۳) شیخ ظہیر الدین صاحب آل انڈیا مومن کانفرنس۔

(۴) بطور ترجمان حافظ محمد ابراہیم صاحب وزیر صوبہ یو۔پی۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ وزارتی مشن کے وفد سے مزاکرات کے لیے تشریف لے گئے۔

اور ۱۶/اپریل ۱۹۴۶ء کو چار بجے شام سے سوا پانچ بجے تک وزارتی مشن کے ارکان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی جانب سے حافظ محمد ابراہیم صاحب نے جمعیت علمائے ہند کا فارمولہ مشن کے ارکان کے سامنے رکھا۔ وزارتی مشن کے ارکان نے جمعیت علمائے ہند کے فارمولے سے خاص دلچسپی لی۔ حتیٰ کہ ملاقات مقررہ وقت سے ۴۵ منٹ زائد تک ارکانِ مشن فارمولے کے مضمرات اور اُس کے مختلف پہلوؤں سے متعلق سوالات کرتے رہے، اور اُن جوابات پر اطمینان و مسرت کا اظہار کرتے رہے۔

جمعیت علمائے ہند اور ان کے اس فارمولہ سے وزارتی مشن کی دلچسپی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ تقریباً ایک ماہ بعد ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کو وزارتی

مشن نے جو سفارشات پیش کیں، وہ ان ہی لائنوں کے مطابق تھیں جو جمعیت علمائے ہند نے دی تھیں۔

## مسلم لیگ کا فارمولہ اور کنوینشن ۱۹۴۶ء

۸۔۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو جب کہ وزارتی مشن ہندوستانی لیڈروں سے ملاقاتیں کر رہا تھا، مسلم لیگ کے رہنماؤں نے اُن لیگی رہنماؤں کا کنونشن کیا جو مرکزی اسمبلی یا صوبائی کونسلوں کے ممبر تھے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلم لیگ کے اثر ورسوخ کا مظاہرہ بھی اس کنوینشن کا مقصد تھا۔ چناں چہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ ۸۔۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو دہلی میں یہ اجتماع ہوا۔ جب لیگ کے قائد اعظم مسٹر جناح پنڈال میں داخل ہوئے تو شہنشاہ پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں نے ان کی خدمت میں سلامی پیش کی۔

دو روز کے اجلاس میں ایک تجویز پاس کی گئی جس میں کچھ جدید مطالبات کے ساتھ "تجویز پاکستان" کو دُہرایا گیا۔ تمام ارکان سے عہد لیا گیا کہ وہ حصولِ پاکستان کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور ہر اُس خطرہ اور ہر اُس قربانی کے لیے تیار رہیں گے جو اُن سے طلب کی جائے گی۔

اور اس مضمون کا ایک عہدنامہ مرتب کیا گیا اور جملہ اراکین سے

اس پر دستخط کرائے گئے۔ اس کنونشن کے بعد وزارتی مشن کی تجویز پر ردّ و قدح کے سلسلہ میں ایسا مرحلہ بھی آیا کہ قائدین مسلم لیگ "متحدہ ہندوستان" کے فارمولہ کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو گئے، اور متحدہ ہندوستان کی نمائندہ اسمبلی میں شرکت بھی منظور کرلی۔

## جناح کا مطالبہ

مگر چند روز بعد اس عبوری دور کے لیے عارضی حکومت کی تشکیل جب ہونے لگی تو قائداعظم محمد علی جناح کا مطالبہ ہوا کہ اس حکومت میں مسلمانوں کے کوٹہ میں صرف مسلم لیگ کے نمائندے لیے جائیں۔ لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ ہے، کانگریس اپنے کوٹہ میں صرف ہندو ممبر لے سکتی ہے۔ اس کو یہ حق نہیں کہ کسی مسلمان کو نامزد کرے۔ کچھ دن یہ بحث چلتی رہی۔

## وزارتی مشن کا منصوبہ

وزارتی مشن کے تین ارکان (۱) لارڈ پیتھک لارنس، وزیر ہند۔ (۲) سر سٹیفورڈ کرپس، اور (۳) اے وی الیگزنڈر لیبر پارٹی ۱۹۴۵ء میں برسر اقتدار آ چکی تھی، اُس کے نمائندے تھے۔ انہوں نے الگ الگ مذاکرات کیے۔

(۱) مسلم لیگ، (۲) کانگریس (۳) کل ہند مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے

نمائندوں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، شیخ حسام الدین ؒ صدر آل انڈیا مجلس احرار اسلام اور شیخ ظہیر الدین ؒ صدر آل انڈیا مومن کانفرنس سے تفصیلی مذاکرات کے بعد کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔

اس پر اپنی طرف سے ایک منصوبہ پیش کیا۔ جس کا اعلان ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کو کیا گیا۔ اس کے اہم پہلو یہ تھے:

(۱) برصغیر کی یونین قائم کی جائے گی۔ جو امور خارجہ، دفاع اور رسل ورسائل کی ذمہ دار ہو گی۔

(۲) مذکورہ مرکزی شعبوں کے علاوہ تمام شعبے صوبوں کے سپرد ہوں گے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳)صوبوں کو اختیار ہو گا کہ وہ باہم گروپ بنالیں اور ہر گروپ اپنا دستور مرتب کرے۔

(۴) ہر دس سال کے بعد صوبوں کو اختیار ہو گا کہ وہ کثرت رائے سے آئین میں تبدیلی کا مطالبہ کریں۔

برصغیر کو تین گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

**گروپ الف** میں یوپی، بہار، اڑیسہ، صوبجات متوسط، بمبئی اور مدراس۔

**گروپ ب** میں (۱) پنجاب (۲) سندھ اور (۳) شمال مغربی سرحدی صوبہ

گروپ ج میں بنگال اور آسام کے صوبے شامل تھے۔

اس طرح یہ سہ گانہ وفاقِ ہند کا ایک انوکھا منصوبہ تھا۔ نئے آئین کے نفاذ سے پہلے ایک عبوری حکومت کے قیام کا بھی منصوبے میں شامل تھا۔

## وزارتی مشن کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا

وزارتی مشن نے صاف الفاظ سے وضاحت کی کہ منصوبہ کو یا کلی طور پر قبول کر لیا جائے، یا کُلی طور پر مسترد کر دیا جائے۔ جزوی اتفاق قابلِ قبول نہیں ہو گا۔ جو جماعت اسے کلی طور پر منظور کرے گی، اسے عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی جائے گی۔ خواہ دوسری جماعت اس سے الگ رہے۔ وزارتی مشن کے ارکان کو یقین تھا کہ کانگرس اس منصوبے کو منظور کر لے گی اور مسلم لیگ اس کو منظور نہیں کرے گی۔ کیوں کہ اس صورت میں تقسیم ہند کا مطالبہ نظر انداز ہو جائے گا اور قیام پاکستان کا منصوبہ کامیاب نہ ہو گا۔ مگر ہوا یہ کہ کانگریس نے اُسے جزوی طور پر منظور کیا۔ جبکہ مسلم لیگ نے اُسے کلی طور پر قبول کیا۔ اور قائدین لیگ متحدہ ہندوستان کے لیے تیار ہو گئے اور نمائندہ اسمبلی میں شرکت بھی منظور کر لی۔

لیکن جب برطانوی حکومت نے مسلم لیگ کو حکومت بنانے کی

دعوت دینے کے بجائے کانگریس کو حکومت بنانے کی دعوت دے دی، اس پر مسلم لیگ نے شدید نکتہ چینی کی اور اس منصوبے کی منظوری واپس لے لی۔

## راست اقدام کا فیصلہ

اب مسلم لیگ نے فیصلہ کر لیا کہ مسلمانوں کے مطالبات منوانے اور حکومت برطانیہ کو راہِ راست پر لانے کے لیے راست اقدام کیا جائے۔ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کا دن مقرر کر دیا۔

بمبئی، احمد آباد، ڈھاکہ، الہٰ آباد، نواکھالی، گڑھ مکتیر اور پھر سرزمین پنجاب کو ظلم و ستم کی خونریزیوں سے رنگین کیا گیا۔ اور ہزاروں کمزوروں اور بے بس انسانوں کی سامراجی اغراض کی قربان گاہ پر ذبح کر دیا گیا تھا۔ جس کے لیے پنجاب کے مشہور تجارتی شہر امرت سر، لاہور کو قتل و غارت گری اور آتش زنی کا جہنم بنا دیا گیا تھا۔ اس طرح ہر ایک پاکستانی اور ہندوستانی مسلمان مضطرب اور بے قرار ہو گیا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو، کوئی فیصلہ ہو جائے تاکہ وہ سکون کی زندگی بسر کر سکے۔ بہر حال وجوہات کچھ بھی ہوں، نتیجہ تقسیم ہند ہو گیا۔

## تقسیم ہند کا نصب العین

تقسیم ہند، آزادیٔ ہند میں اس شاہراہ کی آخری منزل تھی۔ جس کی

داغ بیل جداگانہ انتخابات ۱۹۴۵ء سے ڈال دی گئی تھی۔ اس کی کامیابی کے لیے بے اعتمادی اور باہمی منافرت ایک جز تھی۔ اقلیت کو اپنی اقلیت کا احساس جداگانہ انتخاب کا نتیجہ تھا۔ اور آپس کی بے اعتمادی اور ایک دوسرے سے نفرت و وحشت تقسیم ہند کے لیے لازم تھی۔ چناں چہ جب تقسیم وطن کا نصب العین سامنے رکھا گیا، تو ایسا جادو بھی دماغوں پر کر دیا گیا تھا کہ ہندوستانی قوموں ہندو اور مسلم کے درمیان اعتماد اور اُنسیت کے بجائے وحشت، نفرت اور خوف و ہراس اقلیتوں کے دماغوں پر چھا گیا۔ اور چوں کہ مسلمان اقلیت میں تھے، چالیس کروڑ ہندوستانیوں میں مسلمان ۱۰ کروڑ تھے۔ اس طرح ہندوستان کی کل آبادی کا ۲۵% تناسب رکھتے تھے۔

اس طرح مسلمانوں کو یقین دلایا جا چکا تھا کہ اس خوف و ہراس کا علاج "پاکستان" ہے۔ لہٰذا جس قدر کسی کو مطالبۂ تقسیم ہند پر اعتقاد تھا، اتنا ہی زیادہ وہ اکثریت یعنی ہندو سے خوف زدہ اور مرعوب تھا۔ اور ہندو اکثریت کے علاقوں سے فرار کو ذریعہ نجات سمجھتا تھا۔

## شرنارتھیوں کی جبریہ تبادلہ آبادی

اس ذہنیت کی وحشت زدہ فضا پر بدقسمتی سے شرنارتھیوں کی وہ سیاہ اور تاریک گھٹا چھا گئی جس میں ہر طرف قتل و غارت کی بجلیاں گونج

رہی تھیں، تباہی اور بربادی کے بادل گرج رہے تھے۔

یہ شرنارتھی جبریہ تبادلہ آبادی کے ستم رسیدہ تھے، جو مغربی پنجاب سے مہاجر بن کر نکلے تھے یا نکالے گئے تھے۔ جب یہ پنجاب کے مشرقی اضلاع میں پہنچے، جہاں سے مسلمانوں کو اسی بے دردی سے نکالا جارہا تھا۔ اور وہ مہاجرین بن کر جانیں بچاکر ہجرت کرکے نقلِ مکانی کررہے تھے، تو ان اضلاع کی زمین بھی ان کے لیے تنگ ہوگئی۔

لامحالہ ان کا بے پناہ سیلاب دہلی اور دہلی سے متصل راجھستان کی ریاستوں (الور بھرت وغیرہ سے) ٹکرایا۔ اس طرح وہاں کے مسلمانوں کو پامال کیا۔

دوسری طرف سے یوپی کے مغربی اضلاع کی طرف بڑھا۔ دہرہ دون کے ضلع سے مسلمانوں کی جڑیں اُکھاڑیں۔ ضلع سہارنپور کی حالت یہ تھی کہ صرف شہر سہارنپور تقریباً ایک لاکھ شرناتھیوں کی چھاؤنی بن گیا۔ گلی کوچوں اور جہاں بھی جگہ ملی، اس کو انہوں نے اپنا اڈہ بنالیا۔ ریلوے جنکشن کا ہر ایک پلیٹ فارم اُن سے اور ان کے سامانوں سے پٹا ہوا تھا۔ یہی حالت مظفر نگر اور میرٹھ کی تھی۔

## خونِ مسلم

یہ شرنارتھی وہ تھے کہ ان کی ہر ایک حرکت خون آشام تھی۔ ان

کی پیاس صرف خون مسلم سے بجھتی تھی۔ اور فرقہ پرستوں کا یہ مطالبہ آگ پر تیل کا کام کر رہا تھا کہ دہلی اور یوپی کے مغربی اضلاع کو مسلمانوں سے خالی کرایا جائے۔ سندھ، پنجاب، فرنٹیر کے شرنا تھی یہاں آباد ہو سکیں اور ان کے نقصانات کی تلافی ہو سکے۔[1]

چناں چہ بڑی شان کے ساتھ یہ دن منایا گیا۔ اور فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کے نتیجہ میں ہزاروں بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ کلکتہ سے آغاز ہوا، پھر نواکھالی (بنگال)، بہار، گڈھ مکتیر نے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔

## مجلس دستور ساز اسمبلی ۱۹۴۶ء کا اجلاس

اسی دوران کہ خون کے چشمے اُمنڈ رہے تھے، کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کے افتتاح کے لیے وزیر اعظم ہند مسٹر نہرو نے ۹ دسمبر ۱۹۴۶ء مقرر کر دی۔

مسٹر جناح نے التوا کی کوشش کی۔ وائسرائے بہادر نے تائید کی، مگر پنڈت نہرو تیار نہ ہوئے کہ ہنگاموں کے سبب سے اس وقت اجلاس ملتوی کیا جائے تو کیا یقین ہے کہ آئندہ جب بھی اجلاس کی تیاری کی جائے تو اس طرح کے ہنگامے نہ ہوں گے۔

[1] تحریک شیخ الہند۔ اسیر مالٹا ص ۲۵۷۔ مؤلفہ مولانا محمد میاں

## لندن کانفرنس نومبر ۱۹۴۶ء

۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء پنڈت جواہر لال نہرو، مسٹر محمد علی جناح اور داد بلدیو سنگھ، لندن کے لیے روانہ ہو گئے۔

## تقسیم ہند کے دوران فسادات

جو اضلاع پاکستان کے حصہ میں آنے والے تھے، وہاں سے ہندوؤں کو اور دوسری طرف مشرقی پنجاب کے اضلاع سے مسلمانوں کو نکالنے کے لیے کُھلے بندوں طاقت آزمائی ہونے لگی۔ اور لاکھوں خاندانوں کے کروڑوں افراد کو تہ وبالا کیا جانے لگا۔

## تقسیم ہند کا اعلان ۳ جون ۱۹۴۷ء

ان محشر خیز ہنگاموں کے دوران ۳ جون ۱۹۴۷ء کو حکومت برطانیہ کے نمائندے لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے ہند نے ہندوستانیوں کے سامنے وہ پلان پیش کر دیا جو کہ ایک طے کردہ برطانیہ کا منصوبہ تھا۔ ۹ جون ۱۹۴۷ء کو مسلم لیگ نے اور ۱۴ جون ۱۹۴۷ء کو کانگریس نے اس کو تسلیم کر لیا۔

لیگ کے ڈائرکٹ ایکشن (عدم تعاون) تحریک دوران کلکتہ کی چالیس ہزار مخلوق کو تہ تیغ کیا گیا تھا۔ صوبہ بہار کے کم از کم دس ہزار اور بقول ارباب لیگ تیس ہزار مسلمانوں کی مظلومانہ شہادت اور لاکھوں

مسلمانانِ بہار کی......بربادی ہو گئی۔

## تشکیل حکومت کا اعلامیہ ۱۹۴۶ء

مگر پھر وائسرائے ہند نے حکومت کی تشکیل ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کانگریس کے حوالے کر دی۔ چناں چہ وسط اگست ۱۹۴۶ء میں عارضی گورنمنٹ قائم ہو گئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم قرار دیے گئے۔

پھر مسٹر جناح نے بھی بلاشرط داخلہ منظور کر لیا۔ وہ خود تو گورنمنٹ کے ممبر نہیں بنے، البتہ نواب زادہ لیاقت علی خان وزیر خزانہ کو کیبنٹ کا ممبر بنایا گیا۔ اور پھر وزارت خزانہ کا قلمدان اُن کے سپرد کیا گیا۔ اس طرح مسلم لیگ کے خان لیاقت علی خان متحدہ گورنمنٹ کے وزیر خزانہ بن گئے۔

## کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی (مجلس دستور ساز)

کرپس مشن کی تجویز تھی کہ صوبائی اور مرکزی مجالس کے انتخاب مکمل ہو جائیں تو منتخب شدہ ارکان مجلس دستور ساز کے لیے ارکان منتخب کریں گے۔

چناں چہ وزارتی مشن اپنا کام کر رہا تھا اور دوسری جانب مجلس دستور ساز کے اراکین کا انتخاب مکمل ہو رہا تھا۔

## ڈائرکٹ ایکشن۔عدم تعاون جولائی ۱۹۴۶ء

پاکستان، لیگ کا منتہا نظر تھا۔ برطانیہ بھی اندرون خانہ تقسیم ہند کرنا چاہتا تھا اور امریکہ کے چرچل بھی تقسیم ہند چاہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ متحدہ ہندوستان اور وزارتی مشن کی تجاویز کی طرف قائداعظم کا رجحان صرف وقتی تھا۔ عارضی حکومت بنانے کا وقت آیا تو مسلم لیگ کے قائداعظم کا یہ مطالبہ کہ مسلمانوں میں صرف مسلم لیگ کے نمائندے لیے جائیں، قابل توجہ نہیں سمجھا گیا تو مسٹر جناح عارضی حکومت کے بھی مخالف ہوگئے۔ اور نمائندہ اسمبلی میں شرکت سے بھی انکار کر دیا جو کہ چند ہفتہ بعد شرکت پر آمادہ ہوگئے۔

لیکن اس ناراضگی کے زمانہ میں ۲۸، ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو بمبئی میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس کر کے عدم تعاون طے کر لیا اور ڈائرکٹ ایکشن کی تجویز پاس کر دی۔

## ہندو مسلم فسادات کی ابتداء

۱۶ اگست ۱۹۴۶ء، ۱۸ رمضان المبارک یوم جمعہ اس کے لیے طے کر دیا۔

## وائسرائے ہند کو غلطی کا احساس

ادھر وائسرائے ہند نے وزارتی مشن کی واپسی کے بعد عبوری

حکومت کے قیام کے لیے دوبارہ سلسلہ شروع کیا اور ۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو کانگریس وزراء نے پنڈت نہرو کی قیادت میں عبوری حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔ اور مسلم لیگ کے بغیر ہی کانگریس کی اکثریت کو خوش کرنے کے لیے مسلم لیگ کے بغیر ہی کانگریس کو حکومت سونپ دی گئی تھی۔ اصل میں حکومت تقسیم ہند کا منصوبہ رکھتی تھی اور بظاہر اکثریت کو بھی خوش رکھنے کی کوشش میں تھی۔ اس صورت حال میں ملک بھر میں فرقہ وارانہ ہندو مسلم فسادات بھڑک اٹھے اور انسانی خون کی ہولی کھیلی جانے لگی۔ فسادات شروع ہونے پر وائسرائے ہند کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے

دوبارہ مسلم لیگ سے مذاکرات کر کے عبوری حکومت میں مسلم لیگ کو شامل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

## نئی حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت

بالآخر ۱۵/ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ کے پانچ وزراء بھی عبوری حکومت میں لے لیے گئے۔ یہ عبوری حکومت ۱۴ وزراء پر مشتمل تھی۔ کانگریس کے اور مسلم لیگ کے ایک وزیر (اچھوت سے) اور تین دیگر اقلیتوں سے وائسرائے ہند کے نامزد تھے۔ نئے آئین کی تیاری عبوری حکومت کا سب سے اہم کام تھا۔

## دستور ساز اسمبلی سے مسلم لیگ کا مقاطعہ

اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو مسلم لیگ نے اس کا مقاطعہ کیا۔ اس نے الزام لگایا کہ کانگریس وزارتی مشن کے منصوبے کی ایسی تشریح کر رہی ہے جس سے منصوبے کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بعض بنیادی اختلافات کی بناء پر دستور سازی کا کام آگے نہ بڑھ سکا۔

## برطانیہ کے وزیر اعظم کا اعلان

اس صورت حال کے پیش نظر برطانیہ کے وزیر اعظم اٹیلی نے فروری ۱۹۴۷ء میں اعلان کیا کہ برطانیہ بہر صورت جون ۱۹۴۷ء تک برصغیر ہند سے نکل جائے گا۔ اس اعلان کا مقصد یہ تھا کہ ہند کی سیاسی جماعتیں اس عرصے مین جلد کوئی فیصلہ یا آپس میں سمجھوتہ کر لیں۔

## ماؤنٹ بیٹن کی آمد

مارچ ۱۹۴۷ء میں وائسرائے ہند لارڈ ویول کو حکومت برطانیہ نے واپس بلالیا اور اس کی جگہ ماؤنٹ بیٹن کو وائسرائے ہند مقرر کر دیا۔ نئے وائسرائے ہند کو ہدایت کی کہ ملک ہند کو دو حصوں میں تقسیم کر دینا بہتر ہے۔ چناں چہ اس نے کانگریسی لیڈروں کو بھی اس بات کا قائل کر لیا کہ مستقل فرقہ وارانہ بے چینی کی بجائے تقسیم ہند کا فیصلہ کر لیا جائے۔

## قیام پاکستان

وائسرائے ہند ماؤنٹ بیٹن نے مسلم لیگ پر زور دیا کہ وہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم پر راضی ہو جائے۔ آخر کار ۳۱ جون ۱۹۴۷ء کو نئے منصوبے، تقسیم ہند کا اعلان کیا گیا۔ اس فیصلہ کی رو سے بر صغیر ہند کو دو الگ الگ مملکتوں میں تقسیم کر دیا، جن کو شروع میں نو آبادیاتی حیثیت حاصل ہو گی۔ پنجاب اور بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس کام کے لیے کمیشن مقرر کر دیا۔

## حد بندی کمیشن

دو حد بندی کمیشن مقرر کیے گئے۔

(۱) شمال مغربی سرحدی صوبے اور سہلٹ میں استصواب کرایا جائے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہاں کے باشندے کس ملک میں شمولیت چاہتے ہیں۔

(۲) اسی طرح سندھ اور آسام کی مجالس قانون ساز کو اپنے صوبوں کو مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔

(۳) ہند میں خود مختار ریاستیں بھی جس ملک میں چاہیں شمولیت اختیار کر سکتی تھیں۔

(۴) افواج ہند کی بھی تقسیم عمل میں آئے گی۔

اس منصوبے کو کانگریس اور مسلم لیگ دونوں نے بادل ناخواستہ قبول کیا۔ ملک بھر میں ہندو مسلم فسادات نازک شکل اختیار کر چکے تھے۔اس پیچیدہ مسئلہ کا کوئی اور حل نظر نہیں آتا تھا۔

## منصوبہ کی برطانوی پارلیمنٹ سے منظوری

۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو برطانوی پارلیمنٹ نے اس منصوبہ کی بنیاد آزادیٔ ہند کا قانون منظور کیا اور بالآخر ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو نافذ ہوا۔

## مملکت پاکستان کا قیام ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء

اس مسلسل جدوجہد سے دنیا کی عظیم ترین مسلم مملکت پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء مطابق شب ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ بروز جمعرات کو قیام پاکستان میں کامیاب ہو گئی۔

## نظریہ پاکستان

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے قبل ۱۹۴۲ء میں فرمایا تھا کہ ”مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست ہونی چاہیے۔“

(۲) علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ اجلاس الٰہ آباد میں پہلی بار خطبہ صدارت پڑھتے ہوئے فرمایا:

”میرے خیال میں پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ، سندھ اور

بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دیا جائے، جسے خود اختیاری حاصل ہو۔"

(۳) چوہدری رحمت علی نے ۱۹۳۳ء میں کیمبرج سے پہلی دفعہ ایک پمفلٹ شایع کیا جس میں انہوں نے تقسیم ہند میں آزاد مسلم ریاست کے قیام کا خیال زور دے کر کیا اور اس ریاست کا نام "پاکستان" رکھا تھا۔

## دستورِ پاکستان ۱۹۴۷ء

جب ملک ہندوستان کو تقسیم کر کے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان عالم وجود میں آگیا۔ نئی مملکت کے لیے عبوری آئین ۱۹۳۵ء کے قانون میں ہی مناسب ترمیمیں کر کے اُسے نافذ کر دیا گیا۔ اس قانون کی نئی صورت میں گورنر جنرل مملکت کا سربراہ تھا۔ وہ انگلستان کے بادشاہ کا نمائندہ تھا، مگر اس کے خصوصی اختیارات ختم کر دیے گئے اور وزیر اعظم کو زیادہ اختیارات حاصل ہو گئے۔ کراچی، پاکستان کا صدر مقام قرار پایا۔

قائد اعظم پاکستان محمد علی جناح پاکستان کے گورنر جنرل اور خان لیاقت علی خان پہلے وزیر اعظم ہوئے۔

## مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم فرماتے ہیں:

”فکری اور نظری اختلاف کسی بھی معاملے پر ہو سکتا ہے۔جب پاکستان بن گیا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب پاکستان کو مضبوط بنایا جائے۔“

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب تک مسجد تعمیر نہ ہو تو اس کے بارے میں اختلافات ہو سکتے ہیں۔ اس کی ساخت، بناوٹ اور موقع محل پر مختلف آرا ہو سکتی ہیں۔ لیکن جب مسجد تعمیر ہو جائے تو پھر اس کی تقدیس کا خیال ہر دم لازم ہے۔ پھر مسجد کے بنانے یا نہ بنانے پر بحث نہیں کی جاسکتی۔یہی حال قیام پاکستان کا ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چوں کہ پاکستان قائم ہو گیا ہے۔لہٰذا اس سلسلے میں میری رائے کا اختلاف بھی ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو ہی ختم ہو گیا تھا۔اب خدا تعالیٰ پاکستان کو مستحکم اور خوشحال بنائے۔[1]

## مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

انہوں نے فرمایا کہ ”اب پاکستان قائم ہو چکا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اچھے اور لائق لوگ پاکستان چلے جائیں اور اس نوزائیدہ مملکت کا نظام سنبھال کر اسے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل بنائیں۔“[2]

1 خطبات حکیم الاسلام ج۸، ص ۷۰-۴۔ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔
2 خطبات حکیم الاسلام ج۸، ص ۷۱-۴۔ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

# تاریخ۔ آئین ساز اسمبلی پاکستان

دو قومی نظریہ کے تحت الگ الگ وطن کے لیے جب مسلم لیگ نے تقسیم ہند کی تحریک چلائی تو اس کے نتیجہ میں مسلم لیگ کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا۔ اور ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے لیے ۳ جون ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کے آخری انگریز وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے برصغیر کے تمام سیاسی رہنماؤں کی کانفرنس بلائی۔ اور انہیں اقتدار کی منتقلی کے لیے اپنی انگریز حکومت کے منصوبے سے آگاہ کیا۔

## پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی ۱۹۴۷ء

(۳) ۲۶ جولائی ۱۹۴۷ء کو گزٹ آف انڈیا میں ایک نوٹیفیکیشن جاری کیا گیا۔ جس میں پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کو ۶۹ ممبران کی شکل دی تھی۔ (بعد ازاں ممبران کی تعداد بڑھا کر ۷۹ کر دی گئی تھی۔) جس میں ایک خاتون ممبر بھی شامل تھی۔

## آزادی ایکٹ ۱۹۴۷ء

(۴) پاکستان کی ریاست ۱۹۴۷ء کے آزادی ایکٹ کے تحت بنائی گئی تھی۔ جس کے بعد پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو سندھ اسمبلی بلڈنگ کراچی میں منعقد ہوا۔

## پاکستان کے گورنر جنرل کا انتخاب

(۵) ۱۱/ اگست ۱۹۴۷ء کو محمد علی جناح کو متفقہ طور پر پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور قومی پرچم کی اسمبلی سے باضابطہ منظوری دی گئی۔

(۶) ۱۲/ اگست ۱۹۴۷ء مسٹر محمد علی جناح کو باضابطہ طور پر قائداعظم محمد علی جناح کے خطاب سے متعلق ایک قرارداد منظور کی گئی۔

(۷) ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور ہندوستان کے انگریز گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کیا۔ اس کے بعد مسٹر محمد علی جناح نے ایوان سے خطاب کا جواب دیا۔ جس پر ایوان کے اصولوں کی بنیاد رکھی گئی۔

(۸) ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو محمد علی جناح نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

چیف جسٹس آف پاکستان سر عبدالرشید نے ان سے حلف لیا۔ اس طرح قائد اعظم محمد علی جناح ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ بروز جمعہ سے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء وفات تک ایک سال اور ۲۲ یوم اس عہدے پر فائز رہے۔

## پہلی آئین ساز اسمبلی۔ قرارداد مقاصد

(۹) پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو متفقہ طور پر علامہ شبیر احمد عثمانی نے پہلی آئین ساز اسمبلی میں قرار داد مقاصد پیش کی۔ جس کی روشنی میں پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس اسمبلی نے ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو "قرارداد مقاصد پاکستان" جو کہ اب پاکستان کے بنیادی اصول کے طور پر کام کرتی ہے، پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان نے متعارف کرائی تھی۔ اور بعد میں اسے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی نے منظور کیا تھا۔ اور اسی دن "قرارداد مقاصد" کی بنیاد پر "آئین پاکستان" کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ۲۴ اراکین پر مشتمل ایک بنیادی اصولی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

## قراردادِ مقاصد میں اعلان کیا کہ:

"ساری کائنات پر حکمرانی خدا تعالیٰ کی ہے۔ اور اُسی کے مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر عوام اسے استعمال کر سکتے ہیں۔"

قرارداد مقاصد میں اسلامی اصولوں کو رائج کرنے کا عزم کیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو لیاقت باغ راولپنڈی جلسہ عام میں لیاقت علی خان کو خطاب کے دوران، جو کہ قرارداد مقاصد کے محرک تھے، قتل کر

دیا گیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون

## پاکستان کے دوسرے وزیر اعظم

(۱۰) ۱۷/ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو خواجہ ناظم الدین نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا۔ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو گورنر جنرل غلام محمد نے اسمبلی کو توڑ دیا۔

## پاکستان کے تیسرے وزیر اعظم

(۱۱) ۱۹۵۴ء میں آئین کا مسودہ تیار ہو چکا تھا کہ محمد علی بوگرا نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھال لیا۔

محمد علی جناح کے انتقال کے بعد پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدی بنائے گئے تھے۔ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان قتل ہو گئے۔ ان کے بعد وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو بنا دیا گیا اور گورنر جنرل ملک غلام محمد بنا دیے گئے۔

خواجہ ناظم الدین کو دوبارہ تشکیل شدہ کابینہ کے ساتھ انتظامیہ چلانے کے لیے کہا گیا تھا، جب تک نئے انتخابات کا انعقاد نہیں ہو جاتا۔

(۱۲) تحلیل شدہ اسمبلی کے صدر مولوی تمیز الدین نے سندھ کی چیف کورٹ میں اس تحلیل کو چیلنج کیا اور کیس جیت لیا۔

لیکن بدلے میں حکومت فیڈرل کورٹ گئی۔ جہاں اس وقت کے چیف جسٹس محمد منیر نے مشہور فیصلہ سنا دیا۔ جس کے مطابق مولوی تمیز

الدین مقدمہ ہار گئے۔اس طرح پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کا خاتمہ ہو گیا،اور خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمٰی کو برطرف کر دیا گیا۔

اور گورنر جنرل غلام محمد نے محمد علی بوگرہ کو وزارت کی تشکیل کی دعوت دی۔ جو کہ اپریل ۱۹۵۳ء سے اگست ۱۹۵۵ء تک وزیر اعظم رہے۔ مسلم لیگ نے پارلیمانی لیڈر چوہدری محمد علی کو منتخب کر لیا۔ اس لیے محمد علی بوگرا کو مستعفی ہونا پڑا۔

## پاکستان کی دوسری آئین ساز اسمبلی

(۱۴) پاکستان کی دوسری آئین ساز اسمبلی پاکستان کے تیسرے گورنر جنرل ملک غلام محمد نے ۲۸ مئی ۱۹۵۵ء کو اپنے ایک آرڈر نمبر ۱۲ آف ۱۹۵۵ء کے تحت بنائی۔ اس اسمبلی الیکٹورل کالج متعلقہ صوبوں کی صوبائی اسمبلیاں تھیں۔

اس اسمبلی کی تعداد ۸۰ تھی، جن میں نصف مشرقی پاکستان اور نصف مغربی پاکستان سے تھی۔ اس اسمبلی کے بڑے فیصلوں میں سے ایک مغربی پاکستان (ون یونٹ) کا قیام تھا۔ جس کا مقصد دونوں بازوں (مشرقی اور مغربی پاکستان) کے درمیان برابری پیدا کرنا تھا۔

## پاکستان کا پہلا آئین ۱۹۵۶ء

(۱۵) پاکستان کی مذکورہ دوسری آئین ساز اسمبلی نے قوم کو پہلا

آئین دے کر اپنا ایک اہم ہدف حاصل کر لیا۔ اس وقت پاکستان کے وزیر اعظم چوہدری محمد علی تھے۔

(۱۶) ۱۹۵۶ء کے آئین کو ۹ جنوری ۱۹۵۶ء کو اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا۔ اور ۲۹ فروری ۱۹۵۶ء کو اسمبلی سے پاس ہوا تھا۔ اس پر گورنر جنرل میجر جنرل سکندر مرزا نے ۲ مارچ ۱۹۵۶ء کو منظوری دی تھی۔ یہ آئین ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء سے نافذ ہوا۔ اس آئین کے تحت پاکستان "اسلامی جمہوریہ پاکستان" بنا۔ اس لیے ۲۳ مارچ ہمارا یوم جمہوریہ بن گیا۔ یہ وہی دن تھا جب ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں منٹو پارک لاہور میں تاریخی قرارداد پاکستان منظور کی گئی تھی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

## پاکستان کے ۴ گورنر جنرل

(۱۷) ۱۹۵۶ء کے آئین کے نفاذ سے پہلے ملک کا سب سے بڑا عہدہ گورنر جنرل ہوتا تھا۔

(۱) پہلے گورنر جنرل محمد علی جناح۔ ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء سے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء تک رہے۔

(۲) دوسرے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین ۱۴ ستمبر ۱۹۴۸ء سے ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک رہے۔

(۳) تیسرے گورنر جنرل ملک غلام محمد ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۱ء سے ۵/

اکتوبر ۱۹۵۵ءتک رہے۔

(۴)چوتھے گورنر جنرل میجر جنرل سکندر مرزا ۶/ اکتوبر ۱۹۵۵ء سے ۲۲ مارچ ۱۹۵۶ء تک رہے۔

۱۹۵۶ء کے آئین کی منظوری کے ساتھ ہی ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو پاکستان کے پہلے صدر میجر جنرل سکندر مرزا بن گئے۔

۱۹۵۶ء کے آئین میں پارلیمانی طرز حکومت کے لیے تمام انتظامی اختیارات وزیراعظم کے ہاتھ میں تھے۔ صدر مملکت کا سربراہ تھا اور اس کا انتخاب قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے تمام اراکین نے کرنا تھا۔ وہ ۵ سال تک اس عہدہ پر فائز رہ سکتے تھے۔

صدر کو وزیراعظم کے مشورہ پر عمل کرنا ہوتا تھا۔ سوائے اس کے جہاں اسے اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا اختیار دیا گیا۔

## اکتوبر ۱۹۵۸ء کا مارشل لاء

(۱۸) ۷/ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو صدر پاکستان میجر جنرل سکندر مرزا نے آئین کو منسوخ کر دیا۔ اور ملک میں مارشل لاء کا اعلان کر کے تمام قومی اور صوبائی اسمبلیاں تحلیل کر دیں۔ اور انہوں نے جنرل محمد ایوب خان کو آرمی کا کمانڈر انچیف مقرر کر دیا۔

## سکندر مرزا کی حکومت کا خاتمہ

(۱۹)اس اہم تبدیلی کے ۲۰ دن بعد جنرل محمد ایوب خان نے سکندر مرزا کو اقتدار سے الگ کر کے مکمل اختیارات اپنے ہاتھ میں ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو لے لیے اور سکندر مرزا کو ملک بدر کر دیا۔

## ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۸ء تک حکومتوں کی تبدیلی

قیام پاکستان کے بعد ملک کے جو جو وزیر اعظم بنے:

(۱) خان لیاقت علی خان ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء یوم شہادت تک ۴ سال، ۱ ماہ، ۱ دن وزیر اعظم رہے۔

(۲) خواجہ ناظم الدین ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۱ء سے ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ء تک ایک سال اور سات ماہ وزیر اعظم رہے۔

## تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

کراچی میں قادیانیوں کا جلسہ ہوا، جس کے ردّ عمل میں ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو تحریکِ ختم نبوت کی تحریک پیدا ہوئی۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں مارشل لاء نافذ ہوا۔ خواجہ ناظم الدین کے دور حکومت میں مرزائیت کے خلاف ایک تحریک چلی، جس میں دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو صرف لاہور میں جام شہادت پلایا گیا۔ اور ہزاروں ختم نبوت کے پروانوں کو ملک بھر سے گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا گیا۔ اس دوران

خواجہ ناظم الدین کو وزارت عظمٰی سے الگ کر دیا گیا۔ اور نئے وزیر اعظم:

(۳) محمد علی بوگرہ وزیر اعظم بنائے گئے۔ ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ء سے ۱۱ اگست ۱۹۵۵ء تک رہے۔ یعنی ۲ سال، ۴ ماہ، ۴ دن وزیر اعظم رہے۔

(۴) چوہدری محمد علی وزیر اعظم بنائے گئے۔ ۱۱ اگست ۱۹۵۵ء سے ۱۲ ستمبر ۱۹۵۶ء تک رہے۔ یعنی ۱ سال، ۱ ماہ، ۱ دن وزیر اعظم رہے۔

چوہدری محمد علی کی وزارت عظمٰی کا سب سے نمایاں کارنامہ یہ تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین منظور ہوا۔ اور اس میں قرارداد مقاصد کو بطور تمہید رکھا گیا۔ اس آئین کی رو سے پارلیمانی نظام قائم کیا گیا۔

(۵) حسین شہید سہروردی وزیر اعظم بنائے گئے۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۶ء سے ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء تک رہے۔ یعنی ۱ سال، ۱ ماہ، ۵ دن وزیر اعظم رہے۔

(۶) آئی آئی چندریگر وزیر اعظم بنائے گئے۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۷ء تا ۱۵ دسمبر ۱۹۵۷ء تک رہے۔ ۱ ماہ، ۱ دن وزیر اعظم رہے۔

(۷) ملک فیروز خان نون وزیر اعظم بنائے گئے۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۷ء سے ۱۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک رہے۔

## جنرل ایوب کا ۱۹۵۸ء کا مارشل لاء

(۸) ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء سے ۸ جون ۱۹۶۲ء تک وزیر اعظم کے اختیارات بھی ان کے ہاتھ میں تھے۔

پھر سکندر مرزا کی صدارت کا خاتمہ کر کے کُل اختیارات جنرل ایوب خان نے حاصل کر لیے۔ اس طرح ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء سے ۸ جون ۱۹۶۲ء تک صدر ایوب چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر رہے۔

## پاکستان کے صدور

(۱) میجر جنرل سکندر مرزا ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء سے ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک صدر رہے۔ یعنی ۲ سال، ۵ ماہ، ۱۹ دن صدر رہے۔

(۲) فیلڈ مارشل ایوب خان ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء سے ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء تک صدر رہے۔ یعنی ۱۰ سال، ۶ ماہ، ۲۸ دن مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر اور صدر رہے۔

(۳) جنرل آغا محمد یحییٰ خان ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء سے ۲۰ ستمبر ۱۹۷۱ء تک صدر رہے۔ یعنی ۲ سال، ۶ ماہ، ۲۵ دن مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر اور صدر رہے۔

## سقوط مشرقی پاکستان

یحییٰ خان کے دورِ حکومت میں پاک بھارت جنگ ۲۲ نومبر ۱۹۷۱ء کو

شروع ہوئی۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ ہوا۔ اور ۹۰ ہزار پاکستانی عملہ و فوج انڈیا کی قیدی بن گئی۔ اور انڈیا کی سازش سے مشرقی پاکستان کے مسلمان ظلم و ستم کا شکار ہوئے اور بنگلہ دیش کے نام سے نیا ملک وجود میں آگیا۔ مشرقی پاکستان جدا ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

## پیپلز پارٹی کی حکومت

۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے۔

عوامی لیگ کے صدر شیخ مجیب الرحمٰن جو کہ پاکستان میں نظر بند تھے۔ حکومت پاکستان نے ۸ جنوری ۱۹۷۲ء کو شیخ مجیب الرحمٰن کو رہا کر کے بنگلہ دیش بھجوادیا تھا۔ بھٹو نے بنگلہ دیش حکومت کو حکومت پاکستان نے ۲۳ فروری ۱۹۷۴ء کو تسلیم کرلیا۔

## آئین پاکستان ۱۹۷۳ء

۱۷ اپریل ۱۹۷۳ء کو بھٹو دور حکومت میں پاکستان کا تیسرا آئین منظور ہوا۔

اس آئین میں ایک ترمیم کے تحت ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یہ بھٹو کے دورِ حکومت کا سنہری کارنامہ ہے۔

## جمعہ کی سرکاری چھٹی

بھٹو دور حکومت میں جمعہ کو ہفتہ وار تعطیل منانے کا اعلان ۷ جنوری ۱۹۷۷ء کو کیا گیا اور نفاذ یکم جولائی ۱۹۷۷ء کو ہوا۔ یہ بھٹو کا دوسرا اہم فیصلہ ہے۔

## بھٹو کا دورِ حکومت

۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء سے ۱۳ اگست ۱۹۷۳ء تک بھٹو صدر رہے۔ اور ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء سے ۲۷ مارچ ۱۹۷۷ء تک اور ۲۸ مارچ سے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء تک وزارتِ عظمیٰ پر رہے۔

## ضیاء الحق کا دورِ حکومت

۵ جولائی ۱۹۷۷ء سے ۳۰ دسمبر ۱۹۸۵ء تک صدر ضیاء الحق سربراہ حکومت رہے۔ ۱۹۸۵ء میں عام انتخابات کرا کر انہوں نے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء کو مارشل لاء کا خاتمہ کر کے ۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء کو محمد خان جونیجو کو وزیر اعظم بنوا دیا۔ لیکن اسلامی نظام کے نفاذ کی توقعات پر جب وہ پورا نہ اُترے تو ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو اُن کی حکومت توڑ دی اور نئے انتخابات کا پروگرام ترتیب دیا۔

## جنرل ضیاء الحق کی شہادت

لیکن ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو جب وہ بہاولپور میں سرکاری تقریب سے

واپس آرہے تھے تو جہاز کو کسی سازش کا نشانہ بنا دیا گیا، جس میں صدر جنرل ضیاء الحق شہید ہو گئے۔

## بینظیر حکومت کا قیام

نئے انتخابات ہوئے، جس میں پیپلز پارٹی کو اکثریت ملنے پر ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء بے نظیر بھٹو وزیر اعظم بن گئیں اور ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہی غلام اسحٰق خان صدر پاکستان منتخب ہو گئے۔

## اسلامی جمہوری اتحاد کا قیام

۱۱ فروری ۱۹۸۹ء میں پاکستان مختلف پارٹیوں کا اتحاد بنا۔ جس میں مل کر الیکشن لڑنے کا فارمولہ تیار کیا گیا۔ اور باری باری پارٹی سربراہ اتحاد کے صدر بنائے گئے۔

## بے نظیر حکومت کا خاتمہ

صدر اسحاق خان نے بے نظیر حکومت اور اسمبلی ۶/ اگست ۱۹۹۰ء کو توڑ دی۔ اس طرح بے نظیر ایک سال، ۸ ماہ، ۴ دن وزیر اعظم رہیں۔

## غلام مصطفٰے جتوئی نگران وزیر اعظم

۶/ اگست ۱۹۹۰ء کو بنائے گئے۔

## نواز شریف حکومت ۱۹۹۰ء

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں مسلم لیگ اور اس کے اتحادیوں

خادم اہلسنّت عبدالوحید

یعنی اسلامی جمہوری اتحاد کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس طرح ۶ نومبر ۱۹۹۰ء کو نواز شریف پاکستان کے وزیر اعظم بن گئے۔ اور صدر پاکستان غلام اسحٰق خان ہی رہے۔ صدر اسحٰق خان نے آرٹیکل (B) (2) 58 کے تحت ۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء کو حکومت توڑ دی اور اسمبلی کو تحلیل کر دیا۔ صدر کے اس اقدام کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ کیس سماعت کے بعد سپریم کورٹ نے ۲۶ مئی ۱۹۹۳ء کو اسمبلی کو بحال کر دیا۔

## نواز شریف حکومت کا خاتمہ ۱۹۹۳ء

صدر اسحٰق خان نے دوبارہ وزیر اعظم نواز شریف کے مشورہ سے ایک معاہدہ کے تحت ۱۸ جولائی ۱۹۹۳ء تحلیل کر دیا۔ جس کے تحت صدر اسحٰق نے بھی استعفیٰ دینا منظور کر لیا۔ اور وسیم سجاد کو ۱۸ جولائی ۱۹۹۳ء جو کہ سینٹ کے چیئرمین تھے، صدر پاکستان بنا دیا گیا۔

## دسویں قومی انتخاب ۱۹۹۳ء

۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ہوئے، جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کو کامیابی ہوئی۔ پہلا اجلاس ۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ہوا اور سید محمد یوسف رضا گیلانی نے ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو سپیکر قومی اسمبلی کے عہدے کا حلف اٹھایا۔ اور بے نظیر بھٹو نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو بطور وزیر اعظم حلف لیا۔

## بے نظیر حکومت کا خاتمہ ۱۹۹۶ء

بے نظیر نے صدر کے انتخابات میں اپنی پارٹی کی طرف سے فاروق احمد لغاری کو صدر پاکستان منتخب کر دیا تھا۔

لیکن ۵ نومبر ۱۹۹۶ء کو صدر فاروق لغاری نے اسمبلی کو تحلیل کر دیا۔ اور نئے انتخابات کا اعلان کر دیا۔ سردار فاروق لغاری ۱۴ نومبر ۱۹۹۳ء سے ۲ دسمبر ۱۹۹۷ء تک صدر پاکستان رہے۔

## گیارہویں قومی انتخابات ۱۹۹۷ء

انتخابات ۳ فروری ۱۹۹۷ء کو ہوئے۔ اس میں مسلم لیگ کو اکثریت حاصل ہو گئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

## نواز شریف کی وزارت عظمیٰ ۱۹۹۷ء

انتخابات کے بعد پہلا اجلاس ۱۵ فروری ۱۹۹۷ء کو ہوا۔ جس میں الٰہی بخش سومرو سپیکر قومی اسمبلی منتخب ہو گئے۔ اور ۱۷ فروری ۱۹۹۷ء کو نواز شریف وزیر اعظم منتخب ہو گئے۔ یکم جنوری ۱۹۹۸ء کو رفیق تارڑ صدر پاکستان منتخب ہوئے۔

## نواز شریف حکومت کا خاتمہ ۱۹۹۹ء

نواز شریف بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے تھے۔ اس میں انہوں نے کئی ایسے کام کیے جو عند اللہ، اللہ کی ناراضگی کا سبب بن گئے۔

انہوں نے یہ کامیابی تو اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ووٹ لے کر حاصل کی۔ لیکن اقتدار کے نشہ میں انہوں نے علماء حق کو بہت تکلیف پہنچائی۔ شریعت بل اصل حالت میں پاس نہ ہونے دیا۔ سود کا نظام ختم نہ کیا۔ اِن کے دورِ حکومت میں بہت سے علماء قتل ہوئے۔ اور ایسے ایسے پلان کے تحت کام کیے۔ حتیٰ کہ جمعہ کی چھٹی بھی ختم کر دی اور مرزائیوں کے بارے میں بھی پالیسی نرم کر دی۔ اس طرح اللہ کی نصرت ختم ہو گئی۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء جنرل پرویز مشرف نے جو کہ آرمی چیف اور جوائنٹ سٹاف کمیٹی کے چیئرمین بھی تھے، نواز شریف نے جنرل مشرف کو اچانک معزول کر کے جنرل ضیاء الدین آئی ایس آئی کے سربراہ کو آرمی چیف مقرر کر دیا۔ لیکن ان کا یہ فیصلہ الٹ گیا اور جنرل پرویز مشرف نے اِن کی حکومت کو ختم کر کے ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اور ایمرجنسی کے اعلان کے ذریعہ خود کو چیف ایگزیکٹو قرار دیا۔ اور عبوری آرڈر (PCO) کے ذریعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو انہوں نے التواء میں رکھا۔ اور قومی و صوبائی اسمبلیوں کو معطل کیا اور وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو برطرف کر دیا۔ تاہم صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ کو دفتر میں رہنے کی اجازت دے دی۔ جو کہ یکم جنوری ۱۹۹۸ء کو صدرِ پاکستان منتخب ہوئے تھے۔

## وزرائے اعظم ۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۹ء تک

| نمبر شمار | وزیر اعظم | از | تا |
|---|---|---|---|
| (۹) | نورالامین [1] | ۷ دسمبر ۱۹۷۱ء | ۳۰ دسمبر ۱۹۷۱ء |
| (۱۰) | مسٹر ذوالفقار علی بھٹو | ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء | ۵ جولائی ۱۹۷۷ء |
| (۱۱) | مسٹر محمد خان جونیجو | ۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء | ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء |
| (۱۲) | بے نظیر بھٹو | ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء | ۱۵ اگست ۱۹۹۰ء |
| (۱۳) | غلام مصطفےٰ جتوئی | ۱۶ اگست ۱۹۹۰ء | ۵ نومبر ۱۹۹۰ء |
| (۱۴) | میاں نواز شریف | ۶ نومبر ۱۹۹۰ء | ۱۷ اپریل ۱۹۹۳ء |
| (۱۵) | بلخ شیر باز مزاری | ۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء | ۲۶ مئی ۱۹۹۳ء |
| (۱۶) | میاں نواز شریف | ۲۶ مئی ۱۹۹۳ء | ۱۷ جولائی ۱۹۹۳ء |
| (۱۷) | معین قریشی | ۱۸ جولائی ۱۹۹۳ء | ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء |
| (۱۸) | بے نظیر بھٹو | ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۳ء | ۴ نومبر ۱۹۹۶ء |
| (۱۹) | معراج خالد | ۵ نومبر ۱۹۹۶ء | ۱۶ فروری ۱۹۹۷ء |
| (۲۰) | میاں نواز شریف | ۱۷ فروری ۱۹۹۷ء | ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء |

## عدالتِ عظمیٰ سپریم کورٹ کا فیصلہ

جنرل مشرف کے نواز شریف حکومت کے خاتمہ کے خلاف، نواز شریف حکومت کے ایم این اے سید ظفر علی شاہ اور سپیکر قومی اسمبلی الٰہی بخش سومرو نے معطلی کے احکامات کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔

[1] جنرل محمد یحیٰ خان کے استعفیٰ کے بعد نورالامین وزیر اعظم نامزد ہوئے۔

سپریم کورٹ نے ۱۲ مئی ۲۰۰۰ء کو اپنے فیصلے میں حکومت کو ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے شروع ہونے والے تین سال کا وقت دیتے ہوئے فوجی قبضے کو درست قرار دے دیا۔ اور کہا کہ وہ اپنا ایجنڈہ مکمل کرے اور پھر اختیارات منتخب حکومت کے حوالے کرے۔

## بارہویں قومی اسمبلی کے انتخابات ۲۰۰۲ء

۱۰ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو بارہویں انتخابات ہوئے۔ قومی اسمبلی کا افتتاحی اجلاس ۱۶ نومبر ۲۰۰۲ء کو ہوا۔ اور میر ظفر اللہ جمالی ۲۱ نومبر ۲۰۰۲ء قائد ایوان منتخب ہوئے۔ اور قومی اسمبلی نے یکم جنوری ۲۰۰۴ء کو قرار کے ذریعہ صدر جنرل پرویز مشرف کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا۔

صدر پرویز مشرف نے ۱۷ جنوری ۲۰۰۴ء کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا اور پھر جون ۲۰۰۴ء کو وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔

## پاکستان کے ۲۱ ویں وزیر اعظم چوہدری شجاعت حسین

۳۰ جون ۲۰۰۴ء کو چوہدری شجاعت حسین نے قومی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا اور ۲۷ اگست ۲۰۰۴ء کو مستعفی ہو گئے۔

## ۲۲ ویں وزیر اعظم شوکت عزیز

۲۷ اگست ۲۰۰۴ء کو شوکت عزیز قائد ایوان منتخب ہو گئے اور ۲۸

اگست ۲۰۰۴ء کو پاکستان کے وزیر اعظم کا حلف لیا۔ اور اگلے عام انتخابات کی تاریخ ۲۸ جنوری ۲۰۰۸ء مقرر کی گئی۔

## تیرھویں قومی انتخابات ۲۰۰۸ء

۲۷ دسمبر ۲۰۰۸ء کو نئے انتخابات کی تاریخ ۱۸ فروری ۲۰۰۸ء کو ری شیڈول کی گئی۔ انتخابات مکمل ہونے پر پہلا اجلاس ۱۷ مارچ ۲۰۰۸ء کو ہوا۔ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا اسپیکر اور فیصل کریم کنڈی ڈپٹی سپیکر تجویز کیے گئے۔ اور ۱۹ مارچ ۲۰۰۸ء کو ان کا انتخاب کر لیا گیا۔

## پیپلز پارٹی کی حکومت ۲۰۰۸ء

اس انتخاب میں پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کر لی اور ۲۴ مارچ ۲۰۰۸ء کو سید یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم منتخب ہو گئے۔ اور ۲۹ مارچ ۲۰۰۸ء کو متفقہ طور پر ایوان سے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔

## پرویز مشرف کا صدارت سے استعفیٰ ۲۰۰۸ء

۱۸ اگست ۲۰۰۸ء کو پرویز مشرف نے اپنے عہدہ صدارت سے استعفیٰ سپیکر قومی اسمبلی کو پیش کیا۔

## صدر آصف زرداری کی صدارت ۲۰۰۸ء

۶ دسمبر ۲۰۰۸ء کو اگلے پانچ سال کے لیے پاکستان کے تیرہویں صدر آصف زرداری منتخب ہو گئے۔

## یوسف رضا گیلانی کی حکومت کا خاتمہ ۲۰۱۲ء

۱۹ جون ۲۰۱۲ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک حکم کے ذریعے ۲۶ اپریل ۲۰۱۲ء سے یوسف رضا گیلانی کو نااہل قرار دے دیا گیا۔

## راجہ پرویز اشرف کا دور وزارت عظمیٰ

پیپلز پارٹی نے یوسف رضا گیلانی کے متبادل راجہ پرویز اشرف کو ۲۲ جون ۲۰۱۲ء کو وزیر اعظم منتخب کر لیا۔ اور اسی دن انہوں نے پاکستان کے وزیر اعظم کے عہدے کا حلف لیا۔ اس طرح پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۵۲ کے تحت ۱۳ویں قومی اسمبلی ۱۶ مارچ ۲۰۱۳ء کو اپنی ۵ سالہ آئینی مدت پوری کر کے تحلیل ہوگئی۔

## نگران وزیر اعظم جسٹس (ر) میر ہزار خان کھوسو

۲۵ مارچ ۲۰۱۳ء کو نگران وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کا، میر ہزار خان کھوسو نے حلف اٹھایا۔

## چودھویں عام انتخابات ۲۰۱۳ء

۱۱ مئی ۲۰۱۳ء کو ملک میں عام انتخابات کرائے گئے۔ اس الیکشن میں مسلم لیگ نے اکثریت حاصل کر لی اور میاں نواز شریف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تیسری بار وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ ۵ جون ۲۰۱۳ء کو اپنے

عہدے کا حلف اٹھایا۔

## صدر پاکستان ممنون حسین کا انتخاب ۲۰۱۳ء

مسلم لیگ ن نے صدر کے لیے ممنون حسین کو صدارت کے لیے منتخب کیا اور ۳۰ جولائی ۲۰۱۳ء کو ممنون حسین صدر کے عہدے کے لیے منتخب ہوئے۔

## آصف زرداری کی صدارت کا خاتمہ

آصف علی زرداری نے ۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کو بطور صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنی ۵ سال کی مدت پوری کی۔ اور ممنون حسین نے ۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کو صدر پاکستان کے عہدے کا حلف اٹھایا۔

## نواز شریف حکومت کا خاتمہ ۲۰۱۷ء

۲۸ جولائی ۲۰۱۷ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نواز شریف کو نااہل قرار دے دیا۔ شاہد خاقان عباسی کو متبادل مسلم لیگ وزیر اعظم نامزد کیا۔

## شاہد خاقان عباسی کی حکومت ۲۰۱۸ء

یکم اگست ۲۰۱۷ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا شاہد خاقان عباسی کو وزیر اعظم منتخب کر لیا، اور اسی دن انہوں نے حلف اٹھایا۔ اس مسلم لیگ نے بھی پیپلز پارٹی کی طرح آئین کے آرٹیکل ۵۲ کے تحت ۱۴ ویں قومی اسمبلی ۳۱ مئی ۲۰۱۸ء کو اپنی پانچ سالہ

مدت پوری ہونے پر تحلیل ہو گئی۔

## نگران وزیر اعظم جسٹس (ر) ناصر الملک

یکم جون ۲۰۱۸ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نگران وزیر اعظم کی حیثیت سے جسٹس (ر) ناصر الملک نے حلف اٹھایا، اور ۱۸ اگست ۲۰۱۸ء تک وزیر اعظم رہے۔

## ۱۵ ویں عام انتخاب ۲۰۱۸

پاکستان کے ۱۵ ویں قومی اسمبلی کے انتخابات ۱۸ اگست ۲۰۱۸ء کو ہوئے اور منتخب اراکین نے بطور قومی اسمبلی حلف اٹھایا۔ سردار صادق ایاز صادق نے نو منتخب ارکان سے حلف لیا۔

اسد قیصر ۱۵ اگست ۲۰۱۸ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی کے ۲۱ ویں اسپیکر منتخب ہوئے اور قاسم خان صوری کو ڈپٹی اسپیکر منتخب کیا گیا۔ ۱۷ اگست ۲۰۱۸ء کو عمران احمد خان نیازی وزیر اعظم منتخب کیا گیا۔

## وزیر اعظم عمران احمد خان نیازی ۲۰۱۸ء

۱۸ اگست ۲۰۱۸ء کو بطور وزیر اعظم عمران خان نیازی نے حلف اٹھایا۔ اور ۱۰ اپریل ۲۰۲۲ء تک ۳ سال، ۷ ماہ اور ۲۲ دن وزیر اعظم رہے۔

## صدر پاکستان عارف حسین علوی ۲۰۱۸ء

۴ ستمبر ۲۰۱۸ء کو ڈاکٹر عارف حسین علوی اسلامی جمہوریہ پاکستان

کے صدر منتخب ہوئے۔ اور صدر ممنون حسین کی ۹ ستمبر ۲۰۱۸ء کو اپنے عہدے کی پانچ سالہ مدت پوری ہونے پر ڈاکٹر عارف حسین علوی نے حلف اٹھایا۔

## وزرائے اعظم ۱۹۹۹ء سے ۲۰۲۲ء تک

| نمبر شمار | وزیر اعظم | از | تا |
|---|---|---|---|
| (۲۱) | میر ظفر اللہ جمالی | ۲۳ نومبر ۲۰۰۲ء | ۲۶ جون ۲۰۰۴ء |
| (۲۲) | چودھری شجاعت حسین | ۳۰ جون ۲۰۰۴ء | ۲۷ اگست ۲۰۰۴ء |
| (۲۳) | شوکت عزیز | ۲۸ اگست ۲۰۰۴ء | ۱۵ نومبر ۲۰۰۷ء |
| (۲۴) | محمد میاں سومرو | ۱۶ نومبر ۲۰۰۷ء | ۲۴ مارچ ۲۰۰۸ء |
| (۲۵) | یوسف رضا گیلانی | ۲۵ مارچ ۲۰۰۸ء | ۱۹ جون ۲۰۱۲ء |
| (۲۶) | راجہ پرویز اشرف | ۲۲ جون ۲۰۱۲ء | ۲۴ مارچ ۲۰۱۳ء |
| (۲۷) | جسٹس (ر) میر ہزار خان کھوسو | ۲۵ مارچ ۲۰۱۲ء | ۵ جون ۲۰۱۳ء |
| (۲۸) | میاں نواز شریف | ۲۵ جون ۲۰۱۳ء | ۲۸ جولائی ۲۰۱۷ء |
| (۲۹) | شاہد خاقان عباسی | یکم اگست ۲۰۱۷ء | ۳۱ مئی ۲۰۱۸ء |
| (۳۰) | جسٹس (ر) نصر اللہ ملک | یکم جون ۲۰۱۸ء | ۱۸ اگست ۲۰۱۸ء |
| (۳۱) | عمران احمد خان نیازی | ۱۸ اگست ۲۰۱۸ء | ۱۰ اپریل ۲۰۲۲ء |
| (۳۲) | میاں شہباز شریف | ۱۱ اپریل ۲۰۲۲ء | |

قومی اسمبلی سے دو ووٹوں سے عدم اعتماد کی تحریک کامیاب ہونے کے نتیجہ میں عمران خان کو وزیر اعظم کے عہدہ سے ہٹا دیا گیا اور شہباز

شریف کو وزیر اعظم پاکستان بنا دیا گیا ہے۔ آئندہ الیکشن میں کون جیتے گا، یہ الیکشن ہونے کے بعد معلوم ہو سکے گا۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

(۳۲)شہباز شریف ولد محمد شریف ۱۲ اپریل ۲۰۲۲ء کو پاکستان کے بتیسویں وزیر اعظم بنائے گئے۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

**دعاء:** اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کو شریعت و سنت پر آخری سانس تک عمل کی توفیق نصیب کریں۔

**آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔**

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت حافظ **عبد الوحید الحنفی**
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۹ شعبان ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲ مارچ ۲۰۲۳ء

☆☆☆☆

النور منیجمنٹ
چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.alnoors.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لیے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لیے رجوع کریں

# خدامِ اہلِ سنّت کی دُعا

بقلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ...... 6 فروری 1973ء)

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسولؐ اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجِؓ نبی پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے "کُنْ" کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلمان وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمت سے مظہر ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

---

ـــ الحمدللہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

# صداقت اہلسنّت والجماعت پر
# محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات

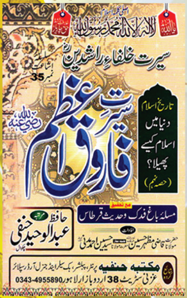


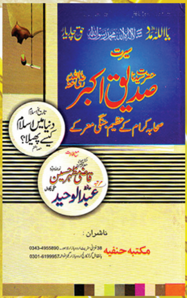


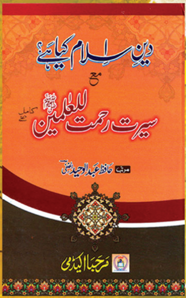


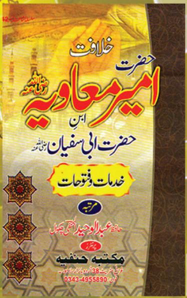

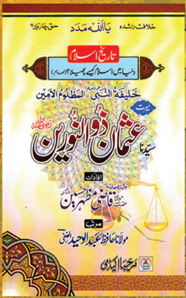


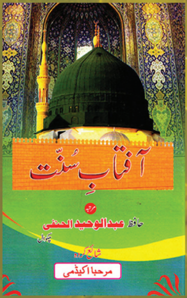


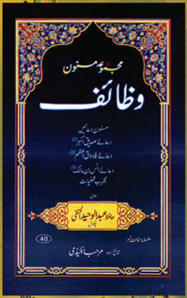

ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ
کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وِزِٹ کریں:
www.alhanfi.com